عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد:۳۶ | ۲۶صفر۳ربیع الاول ۱۴۳۹ھ مطابق ۱۶تا۲۲نومبر ۲۰۱۷ء | شمارہ:۴۳

اسلام کے بنیادی عقائد

ایماندار افسران کی تلاش

پیغمِ قرآن اور ہماری ذمہ داری

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.info
http://www.khatm-e-nubuwwat.com
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
Email: editorkn@yahoo.om

کسی ایک امام کی تقلید کیوں ضروری ہے

س:..... کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ جب چاروں امام برحق ہیں اور ان کی فقہ بھی ٹھیک ہے تو پھر چاروں کی فقہ پر عمل کر لینا درست ہونا چاہئے۔ کسی ایک امام کی تقلید کو ضروری کیوں کہا جاتا ہے؟ کسی مسئلہ میں ایک امام کی تقلید کرلی جائے اور دوسرے مسئلہ میں کسی دوسرے امام کی تقلید کرلیں تو اس طرح کر لینے میں کیا حرج ہے؟ مہربانی فرما کر وضاحت فرمائیں۔

ج:..... ائمہ اربعہؒ برحق ہیں ان میں سے کسی کی بھی تقلید کرنا درست ہے، لیکن تقلید کسی ایک امام کی ہی کرنا ضروری اور واجب ہے، وجہ اس کی یہ ہے کہ کسی مسئلہ میں ایک امام کی تقلید کرنا اور دوسرے مسئلہ میں دوسرے امام کی تقلید کرنا تلفیق کہلاتا ہے جو کہ بالاجماع باطل اور ناجائز ہے، کیونکہ ایسا کرنے سے دین پر عمل نہیں ہوگا بلکہ لوگ اپنی آسانی کی آڑ میں حلال وحرام کی پرواہ کئے بغیر ان مسائل اور احکام پر عمل کرنے لگیں گے جو ان کی مرضی اور خواہش کے مطابق ہوں۔ تو یہ دین کا اتباع نہ ہوا بلکہ شہوات نفس کا اتباع ہوا، جو کہ ناجائز اور حرام ہے، اس لئے صرف ایک امام کی تقلید کرنا ضروری قرار پایا۔

تلفیق کو ایک مثال کے ذریعے یوں سمجھا جاسکتا ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ علیہ کے نزدیک کسی عورت کو چھونا ناقض وضو نہیں ہے، جبکہ امام شافعی رحمہ اللہ علیہ کے نزدیک ناقض وضو ہے۔ اسی طرح بدن کے کسی حصہ سے خون نکلنا امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک ناقض وضو ہے۔ امام شافعیؒ کے نزدیک ناقض وضو نہیں ہے، جبکہ دونوں امام دلائل کی روشنی میں اس بات کے قائل ہیں۔

اب ایک عام آدمی جو کسی ایک امام کی تقلید کو ضروری نہ سمجھے اور سب کو درست اور صحیح سمجھ کر اپنی آسانی کے مطابق ''لمس امراۃ'' (عورت کو چھونا) والے مسئلہ میں امام ابوحنیفہؒ کی رائے پر عمل کرے اور ''سیل الدم'' (خون بہنا) والے مسئلہ میں امام شافعیؒ کی رائے پر عمل کرے اور وضو کو درست سمجھے اور نماز پڑھ لے تو ایسے آدمی کی نماز دونوں اماموں کی رائے کے مطابق میں ادا نہیں ہوئی، باطل ہوگئی اور یہ اپنے آپ کو صحیح سمجھتا رہا۔

یہ صرف ایک مثال ہے اس طرح کئی اور صورتیں پیش آنا بھی ممکن ہے اور ان صورتوں میں انسان اپنے لئے آسانی ڈھونڈتا رہے گا اور خواہشات پر عمل کر کے گمراہ ہوتا رہے گا اور ایسے لوگ شیطان کے بہکاوے میں جلدی آجاتے ہیں اور آخر کو تقلید کو ہی غلط اور اپنی انا اور خواہشات کو ہی عقل کل گردانتے ہیں۔ لہٰذا اس صورت حال سے بچنے کے لئے ضروری قرار دیا گیا ہے کہ تمام مسائل میں کسی ایک امام کی تقلید کی جائے۔

''وان الحکم الملفق باطل بالاجماع وان الرجوع عن التقلید بعد العمل باطل بالاتفاق وهو المختار فی المذهب قوله وان الحکم الملفق المراد بالحکم الحکم الوضعی کا لصحة مثاله متوضئ سال من بدنه دم ولمس امرأة ثم صلی فان صحة هذه الصلاة ملفقة من مذهب الشافعی والحنفی والتلفیق باطل فصحته منتفیة۔''

واللہ اعلم بالصواب

ہفت روزہ

ختمِ نبوّۃ

مجلسِ ادارت

مولانا سید سلیمان یوسف بنوری، صاحبزادہ مولانا عزیز احمد، علامہ احمد میاں حمادی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۳۶ — ۲۶ صفر المظفر تا ۳ ربیع الاول ۱۴۳۹ھ مطابق ۱۶ تا ۲۲ نومبر ۲۰۱۷ء — شمارہ:۴۳

سرپرست

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ

حضرت مولانا حافظ ناصر الدین خاکوانی مدظلہ

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

منظور احمد میؤ ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

تزئین و آرائش:

محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

الیکشن اصلاحات بل ۲۰۱۷ء اور ختم نبوت	۵	محمد اعجاز مصطفیٰ
اسلام کے بنیادی عقائد	۷	مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
ایماندار افسران کی تلاش	۱۲	مولانا زاہد الراشدی
میرے مشفق دوست....	۱۴	حافظ محمد طیب لدھیانوی
الیکشن ایکٹ ۲۰۱۷ء اور مسئلہ ختم نبوت	۱۵	مفتی خبیب الرحمٰن
بچے، قرآن اور ہماری ذمہ داری	۱۷	مولانا سید عبدالوہاب شیرازی
معتمد اور غیر معتمد تفاسیر (۴۳)	۱۹	مولانا افضل محمد یوسف زئی
ختم نبوت کانفرنس تجوزی	۲۲	مولانا ابراہیم ادھمی
رفع ونزول عیسیٰ علیہ السلام (۷)	۲۳	حافظ عبیداللہ

بنیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ

مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ

محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ

خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ

فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ

مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ

جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ

شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ

شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

زرِ تعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۵ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۷۵ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۵ ڈالر

فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی: ۲۲۵ روپے، سالانہ: ۴۵۰ روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019

(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019

AALMIMAJLISTAHAFFUZKHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018

(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018

Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)

ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷، فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰

Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)

Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi

Ph:32780337, Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان

فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶

Hazori Bagh Road Multan

Ph:061-4783486

لندن آفس:

35,Stockwell Green

London, SW9 9HZ U.K

Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — طابع: سید شاہد حسین — مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

مساجد، اذان، نماز، نوافل اور رات کا قیام

حدیث قدسی ۷: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز میں تاخیر کی یہاں تک کہ قریب تھا ہم آفتاب کو دیکھ لیتے اتنی دیر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم جلدی جلدی حجرے سے تشریف لائے، تکبیر کہی گئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی اور وقت کی تنگی کے باعث نماز میں اختصار کیا، جب سلام پھیرا تو آواز سے فرمایا: سب لوگ اپنی اپنی جگہ بیٹھے رہیں۔

پھر ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمایا: میں تم کو ابھی اس چیز کی خبر دیتا ہوں جس چیز نے مجھ کو روکا، میں رات کو اٹھا میں نے وضو کیا اور جس قدر میرے لئے مقدر تھی میں نے نماز ادا کی، یہاں تک کہ مجھ کو نماز میں اونگھ آ گئی اور نیند کی وجہ سے بھاری ہو گیا پس یکا یک میں نے دیکھا کہ میں حضرت حق تعالیٰ کی جناب میں حاضر ہوں اور وہ بہترین صورت میں ہے اور میری جانب متوجہ ہو کر فرماتا ہے: اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! ملاء اعلیٰ کے رہنے والے فرشتے کس بات میں جھگڑ رہے ہیں؟ میں نے عرض کیا: میں نہیں جانتا، تین مرتبہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے یہ سوال کیا اور میں نے یہی جواب دیا، پس میں نے دیکھا کہ حضرت حق نے اپنی ہتھیلی میرے دونوں شانوں یعنی کھوؤں کے درمیان رکھ دی، یہاں تک کہ میں نے اس کی انگلیوں کی ٹھنڈک کو اپنے سینے میں محسوس کیا، پس مجھ پر ہر ایک چیز ظاہر ہو گئی اور میں نے ہر شے کو پہچان لیا۔

پھر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)، میں نے عرض کیا ارشاد: میں حاضر ہوں، فرمایا: یہ ملاء اعلیٰ کے فرشتے کس بات میں جھگڑ رہے ہیں، میں نے عرض کیا، کفارات میں یعنی اس بات پر بحث کر رہے ہیں کہ وہ افعال و اعمال کون سے ہیں؟ جن سے خطاؤں اور گناہوں کا کفارہ ہو جاتا ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وہ کیا ہیں؟ میں نے عرض کیا: جماعتوں کے لئے پیدل چلنا، یعنی جماعت میں شریک ہونے کے لئے اپنے گھر سے چلنا اور مساجد میں نمازوں کے بعد دوسری نمازوں کے انتظار میں بیٹھنا اور مشکلات و تکلیفات کے وقت خوب اچھی طرح وضو کرنا۔

پھر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اور کس بات میں جھگڑا ہو رہا ہے میں نے عرض کیا اور اس بات پر بحث کر رہے ہیں کہ وہ اعمال کون سے ہیں جن سے درجات بلند ہوتے ہیں۔ ارشاد ہوا اچھا بتاؤ وہ کیا ہیں: میں نے عرض کیا: کھانا کھلانا اور نرم بات کرنا اور رات کو جب لوگ سو رہے ہوں اٹھ کر نماز پڑھنا۔

نماز

س:......سنت غیر موکدہ کسے کہتے ہیں؟

ج:......ایسے تمام کام جو فرض و واجب نہ ہونے کے باوجود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کبھی کئے ہوں۔ پنج وقتہ نمازوں میں صرف دو نمازوں (نماز عصر، نماز عشاء) میں فرضوں سے پہلے چار، چار رکعتیں پڑھنا سنت غیر موکدہ ہے۔

پنج وقتہ نمازوں میں پڑھی جانے والی سنن غیر موکدہ کا نقشہ

نمبر شمار	نماز کا نام	فرضوں سے پہلے
۱	نماز عصر	۴ رکعتیں
۲	نماز عشاء	۴ رکعتیں

س:......نفل کسے کہتے ہیں؟

ج:...... وہ تمام اچھے کام جن کے کرنے کی شریعت نے (فرض، واجب، سنت نہ ہونے کے باوجود) ترغیب دی ہو نہ صرف اسے اچھا کہا ہو بلکہ اس پر اَجر کا وعدہ کیا ہو اور جن کے کرنے سے کرنے والے کو بلند درجہ حاصل ہوتا ہو اُسے نفل کہتے ہیں۔ نفل کی جمع نوافل ہے، بعض پنج وقتہ نمازوں میں بھی نوافل شریعت نے بتلائے ہیں جو درج ذیل ہیں:

۱:... نماز ظہر میں دو سنتوں کے بعد دو نفل۔

۲:... نماز مغرب میں دو سنتوں کے بعد دو نفل۔

۳:... نماز عشاء میں دو سنتوں کے بعد دو نفل اس کے بعد تین وتر واجب پھر اس کے بعد دو نفل۔

پنج وقتہ نمازوں میں پڑھے جانے والے نوافل کا نقشہ

نمبر شمار	نماز کا نام	فرضوں اور دو سنت موکدہ کے بعد	۳ وتر واجب کے بعد
۱	نماز ظہر	۲ رکعتیں	....
۲	نماز مغرب	۲ رکعتیں	....
۳	نماز عشاء	۲ رکعتیں	۲ رکعتیں

نماز جمعہ

س:...... جمعہ کا دن کسے کہتے ہیں؟

ج:...... ہر ہفتے میں سات دن ہوتے ہیں اور ان ساتوں دنوں کو علیحدہ علیحدہ نام دیئے گئے ہیں، جمعرات اور سنیچر کے دن کے درمیان جو دن آتا ہے اسے جمعہ کے دن کا نام دیا گیا ہے۔

اداریہ

محمد اعجاز مصطفیٰ

الیکشن اصلاحات بل ۲۰۱۷ء اور ختم نبوت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمدللہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

سپریم کورٹ آف پاکستان کے ایک فیصلہ کے نتیجے میں میاں محمد نواز شریف صاحب وزارت عظمیٰ سے محروم اور سیاست کے لئے نا اہل قرار پائے تو ان کی پارٹی پاکستان مسلم لیگ (ن) نے بڑی تگ و دو کے بعد ایک ووٹ کی برتری سے سینیٹ سے یہ قانون منظور کرالیا کہ عدالت سے نا اہل کردہ شخص پارٹی سربراہ بن سکتا ہے اور اس کی آڑ میں ۲۰۱۷ء الیکشن اصلاحات میں قادیانیوں اور لاہوریوں کو فائدہ پہنچانے اور اپنے آپ کو بلکہ تمام ایوانوں کے اراکین کو سیکولرز ثابت کرنے کے لئے ایسی باریک بینی سے ڈنڈی ماری کہ سینیٹ اور قومی اسمبلی کے بڑے بڑوں کو اس کی ہوا تک نہ لگنے دی۔ جیسا کہ گزشتہ اداریہ میں تفصیل سے لکھا گیا تھا کہ اراکین اسمبلی کے نامزدگی فارم میں ''حلف نامہ'' کو ''اقرار نامہ'' میں تبدیل کیا گیا اور ۲۰۱۷ء کے الیکشن اصلاحات کی دفعہ ۲۴۱ کے ذریعے ۷بی اور ۷سی کو بھی ختم کیا گیا، جب اس پر احتجاج ہوا اور عوامی ردِعمل سامنے آیا تو حکومت نے بڑی عجلت میں اور ایک ہی دن کے وقفے کے بعد نامزدگی فارم کو پرانے انداز میں بحال کیا اور ۷بی اور ۷سی کو بھی دفعہ ۲۴۱ سے مستثنیٰ قرار دیا گیا۔ بڑا شور مچایا گیا اور عوام کو یہ باور کرانے کی کوشش کی گئی کہ ایسا لاشعوری طور پر ہوا ہے اور کہا گیا کہ تلاش کرو اس کا ذمہ دار کون ہے؟ اسے برطرف کیا جائے۔ وزیر اعلیٰ شہباز شریف نے بھی مطالبہ کیا، اس پر تین رکنی کمیٹی بنائی گئی، اس کی رپورٹ میاں محمد نواز شریف صاحب کو دی گئی، لیکن کمیٹی کی رپورٹ ابھی تک منظر عام پر نہیں لائی گئی بلکہ اب تو بڑی ڈھٹائی کے ساتھ کہا گیا کہ اس کمیٹی کی رپورٹ کو منظر عام پر نہیں لایا جائے گا اور نہ ہی اس میں ملوث افراد کو بے نقاب کیا جائے گا۔ باشعور عوام یہ جانتی ہے اور سمجھتی ہے کہ یہ سب کچھ سوچ سمجھ کر کیا گیا اور عوام کو بے وقوف بنانے کی ہر ممکن کوشش کی گئی ہے۔

کمیٹی کے سربراہ اب یہ کہہ رہے ہیں کہ اس قانون کو کافی حد تک ٹھیک کر دیا گیا ہے، کچھ کام باقی ہے اور اس کو قومی اسمبلی کے آئندہ اجلاس میں حل کرلیا جائے گا۔ آپ بھی ان کا یہ بیان ملاحظہ فرمائیں:

''اسلام آباد (خبر نگار) سینیٹ میں قائد ایوان راجہ محمد ظفر الحق نے کہا ہے کہ مرحوم آغا شورش کاشمیری برصغیر پاک ہند کے نامور صحافی، خطیب، ادیب، شاعر اور دانشور تھے۔ ان کی سماجی، صحافتی، مذہبی اور ادبی خدمات کو ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔ ان خیالات کا اظہار انہوں نے نیشنل پریس کلب میں پاکستان فیڈرل یونین آف جرنلسٹ (دستور) اور راولپنڈی اسلام آباد یونین آف جرنلسٹس کے زیر اہتمام مرحوم آغا شورش کاشمیری کی ۴۲ویں برسی کے موقع پر منعقدہ تقریب سے خطاب کرتے ہوئے کیا، انہوں نے کہا کہ مرحوم آغا شورش کاشمیری اسلاف کا تسلسل تھے، ان کی زندگی کے آخری دنوں میں بہت گہرا تعلق ہوگیا تھا۔ جب میں نے اسلم قریشی (ختم نبوت

تحریک کے ہیرو) کا مقدمہ فوجی عدالت میں لڑا تو وہ بہت خوش تھے اور مجھ سے فرمائش کی کہ پورے مقدمے کی روداد فراہم کی جائے تاکہ وہ اپنے اخبار ''چٹان'' میں شائع کرسکیں۔ آغا شورش بلند پایہ ادیب، خطیب اور شاعر بھی تھے اور جدوجہد آزادی میں مسلمانوں کے خون کو شاعری کے ذریعے خوب گرمایا۔ پاکستان کے قیام میں علماء کرام کا کردار بھی نمایاں ہے۔ راجہ ظفرالحق نے کہا کہ انتخابی قوانین میں ختم نبوت کے بارے میں حلف میں تبدیلی کی ترمیم ایک چال تھی، جسے حکومت نے بہت زیادہ تو حل کرلیا ہے باقی آنے والے قومی اسمبلی کے اجلاس میں حل کرلیا جائے گا.... اس موقع پر پارلیمنٹ کی کشمیر کمیٹی کے چیئرمین مولانا فضل الرحمن نے کہا ہے کہ قادیانیوں کے حق میں پاکستانی وزارت خارجہ کو امریکی سینیٹرز کو بھیجا جانے والا مشترکہ خط دراصل پاکستان پر ایک دباؤ ہے، جس میں واضح کیا گیا ہے کہ پاکستان قادیانیوں کے لئے تشویشناک ملک ہے۔ پاکستان پر کبھی ختم نبوت اور کبھی توہین رسالت جیسے حساس امور پر بیرونی دباؤ ڈالا جاتا رہا ہے لیکن تازہ اطلاعات کے مطابق اب کئی امریکی سینیٹرز نے مل کر پاکستان کی وزارت خارجہ کو جو خط بھیجا ہے، اس پر پوری قوم ورطۂ حیرت میں ہے..... مرحوم نے قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے میں اہم کردار ادا کیا۔ شورش نے علم و ادب اور صحافت کو نئے اسلوب سے روشناس کرایا۔ انہوں نے کہا کہ شورش کاشمیری کا ہی یہ اسلوب تھا کہ انہوں نے میرے والد مولانا مفتی محمودؒ کو اپنی تحریر میں صوبہ سرحد کا درویش وزیر اعلیٰ قرار دیا۔ ملکی حالات ایسے ہیں کہ آج پھر شورش کو یاد کرنا پڑ رہا ہے۔ شورش کا جنازہ بھی میرے والد مفتی محمودؒ نے ہی پڑھایا، وہ اپنی زندگی میں اپنا مرثیہ خود پڑھا کرتے تھے۔ تعزیتی ریفرنس کے اختتام پر انہوں نے شورش کاشمیریؒ کے درجات کی بلندی لئے اجتماعی دعا کرائی......''

(روزنامہ نوائے وقت کراچی، ۳۰ راکتوبر ۲۰۱۷ء)

ختم نبوت قانون کے متعلق اب کون سی کسر باقی رہ گئی ہے؟ اس کی تفصیل یہ ہے:

''الیکشن ایکٹ ۲۰۱۷ء کی دفعہ ۲۴۱ کے مطابق الیکشن کے متعلق پہلے سے ملک میں رائج ۸ قوانین کو کالعدم قرار دیا گیا ہے، اس کی زد میں قادیانیوں سے متعلق مذکورہ بالا دفعات والا قانون "Conduct of General Election order 2002" بھی آ گیا ہے، لہٰذا مذکورہ دفعات ۷ بی اور ۷ سی کالعدم ہوچکے تھے لیکن دینی جماعتوں اور عوام کے دباؤ پر جب الیکشن ایکٹ ۲۰۱۷ء میں حالیہ ترامیم کی گئیں تو اس کے نتیجے میں پرانی دفعات ۷ بی اور ۷ سی کو الیکشن ایکٹ کا باقاعدہ حصہ بنا کر نئی دفعات کے طور پر شامل نہیں کیا گیا اور نہ ہی نئے دفعات نمبران کے لئے مختص کیے گئے، البتہ مذکورہ آخری دفعہ ۲۴۱ کی ذیلی دفعہ (F) کے آخر میں اضافہ کیا گیا کہ سارا قانون کالعدم قرار پائے گا، سوائے دفعات ۷ بی اور ۷ سی کے لیکن ان دفعات کا متن وہاں لکھا ہوا نہیں ہے۔ اس طرح ان دونوں دفعات کا متن الیکشن ایکٹ میں شامل نہیں ہوگا، لہٰذا متن کی عدم موجودگی کی وجہ سے الیکشن ایکٹ ۲۰۱۷ء کی کتاب جب شائع ہوگی یا کوئی نیٹ پر اس اصلاحاتی بل کو دیکھے گا تو اس میں ۷ بی اور ۷ سی کی دفعات شامل نہیں ہوں گی۔ اس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ الیکشن ایکٹ میں جب یہ دفعات نہیں ملیں گی تو اس کی تنفیذ اور ان پر عمل درآمد کیسے ہوگا؟ جب کہ صورتحال یہ ہے کہ الیکشن ایکٹ ۲۰۱۷ء میں ووٹر لسٹ سے متعلق ایک درجن سے زائد دفعات موجود ہیں لیکن عقیدۂ ختم نبوت کے متعلق ان دونوں دفعات کا متبادل موجود نہیں ہے، اس طرح ووٹر لسٹوں میں قادیانیوں کے راستے کی تمام رکاوٹیں ختم کردی گئی ہیں اور اب وہ قادیانی آسانی سے مسلمانوں کی ووٹر لسٹ میں اپنے نام لکھوا سکتے ہیں اور نام نکلوانے کی کوئی دفعہ موجود نہیں ہے۔

لہٰذا ضرورت اس بات کی ہے کہ پرانی دفعات ۷ بی اور ۷ سی کو الیکشن ایکٹ ۲۰۱۷ء میں باقاعدہ علی الترتیب نئی دفعات ۴۷۔اے اور ۴۷۔بی کے طور پر شامل کیا جائے اور پوری عبارت جو پہلے قانون میں موجود تھی، اسے من وعن لکھ دیا جائے، نیز اس کے لئے مطلوبہ Form وغیرہ کو بھی بحال رکھا جائے۔''

وعدے کے مطابق اگر اس معاملے کو فوراً حل نہیں کیا جاتا اور ۷ بی اور ۷ سی کو درست نہیں کیا جاتا تو عوام یہ کہنے میں حق بجانب ہوں گے کہ مسلم لیگ (ن) نے قادیانیوں اور لاہوریوں کو نوازنے کے لئے یہ تمام تر ڈرامہ اختراع کیا ہے اور ان قانونی دفعات کو درست کرنے کی طرف بار بار توجہ دلانے کے باوجود وہ ٹس سے مس نہیں ہوئی تو ان شاء اللہ! آئندہ الیکشن سے پہلے قوم اپنی پر امن اور آئین کے دائرہ میں رہتے ہوئے اس حکومت کا بوریا بستر گول کردیں گے اور آئندہ الیکشن میں ان شاء اللہ! انہیں شکست فاش سے بھی دوچار کریں گے۔ وما ذالک علی اللہ بعزیز۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین

اسلام کے بنیادی عقائد

مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی،

اَمَّا بَعْدُ!

اسلام اور کفر کے درمیان خطِ امتیاز کیا ہے؟ اور وہ کون سے اُمور ہیں جن کا ماننا شرطِ اسلام ہے؟ اس کے لئے چند نکات ملحوظ رکھنا ضروری ہے:

۱:... یہ بات تو ہر عام وخاص جانتا ہے، بلکہ غیر مسلموں تک کو معلوم ہے کہ: ''مسلمان ان لوگوں کو کہا جاتا ہے جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی برحق تسلیم کرتے ہوئے آپ کے لائے ہوئے دین کو قبول کرنے کا عہد کریں، گویا یہ طے شدہ امر ہے (جس میں کسی کا اختلاف نہیں) کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے پورے دین کو من وعن تسلیم کرنا اسلام ہے اور دینِ محمدی کی کسی بات کو قبول نہ کرنا کفر ہے، کیونکہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب ہے۔''

۲:... اب صرف یہ بات تنقیح طلب باقی رہ جاتی ہے کہ وہ کون سی چیزیں ہیں جن کے بارے میں ہم قطعی دعوے سے کہہ سکتے ہیں کہ یہ دینِ محمدی میں داخل ہیں، اور واقعی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی ان کی تعلیم فرمائی ہے؟ اس سلسلے میں گزارش ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جو دین ہم تک پہنچا ہے، اس کا ایک حصہ ان حقائق پر مشتمل ہے، جو ہمیں ایسے قطعی ویقینی اور غیر مشکوک تواتر کے ذریعے سے پہنچا ہے کہ ان کے ثبوت میں کسی قسم کے ادنیٰ اشتباہ کی گنجائش نہیں۔ مثلاً جس درجے کے تواتر اور تسلسل سے ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نبی برحق کی حیثیت سے لوگوں کو ایک دین کی دعوت دی تھی، ٹھیک اسی درجے کے تواتر وتسلسل سے ہمیں یہ بھی معلوم ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دعوت میں لوگوں کو ''لا الٰہ الا اللہ'' کی طرف بلایا، یعنی توحید کی دعوت دی، شرک وبت پرستی سے منع فرمایا، قرآن کریم کو کلامِ الٰہی کی حیثیت سے پیش کیا، قیامت کے حساب وکتاب، جزا وسزا اور جنت ودوزخ کو ذکر فرمایا، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ وغیرہ کی تعلیم دی، اس قسم کے وہ تمام حقائق جو ایسے قطعی ویقینی تواتر کے ذریعے ہمیں پہنچے ہیں، جن کو ہر دور میں مسلمان بالاتفاق مانتے چلے آئے ہیں، اور جن کا علم صرف خواص تک محدود نہیں رہا، بلکہ خواص کے حلقے سے نکل کر عوام تک میں مشہور ہوگیا۔ قرآن کریم میں بہت سی جگہ اس مضمون کو ذکر کیا گیا ہے، ایک جگہ ارشاد ہے:

''اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْہِ مِنْ رَّبِّہٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ، کُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَمَلٰٓئِکَتِہٖ وَکُتُبِہٖ وَرُسُلِہٖ لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِہٖ، وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا غُفْرَانَکَ رَبَّنَا وَاِلَیْکَ الْمَصِیْرُ۔'' (البقرۃ:۲۸۵)

ترجمہ:... ''اعتقاد رکھتے ہیں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اس چیز کا جو اُن کے پاس اُن کے ربّ کی طرف سے نازل کی گئی ہے، اور مؤمنین بھی، سب کے سب عقیدہ رکھتے ہیں اللہ کے ساتھ، اور اس کے فرشتوں کے ساتھ، اور اس کی کتابوں کے ساتھ، اور اس کے پیغمبروں کے ساتھ، ہم ان کے سب پیغمبروں میں سے کسی میں تفریق نہیں کرتے، اور ان سب نے یوں کہا: ہم نے (آپ کا ارشاد) سنا اور خوشی سے مانا، ہم آپ کی بخشش چاہتے ہیں اے ہمارے پروردگار! اور آپ ہی کی طرف ہم سب کو لوٹنا ہے۔'' (ترجمہ: حضرت تھانویؒ)

دُوسری جگہ ارشاد ہے:

''فَلَا وَرَبِّکَ لَا یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی یُحَکِّمُوْکَ فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَہُمْ ثُمَّ لَا یَجِدُوْا فِیْٓ اَنْفُسِہِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَیْتَ وَیُسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا۔'' (النساء:۶۵)

ترجمہ:... ''پھر قسم ہے آپ کے ربّ کی! یہ لوگ ایمان دار نہ ہوں گے، جب تک یہ بات نہ ہو کہ ان کے آپس میں جو جھگڑا واقع ہو، اس میں یہ لوگ آپ سے تصفیہ کراویں، پھر اس آپ کے تصفیے سے اپنے دلوں میں تنگی نہ پاویں، اور پورا پورا تسلیم کرلیں۔''

تیسری جگہ ارشاد ہے:

''وَمَا کَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَۃٍ اِذَا قَضَی اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗٓ اَمْرًا اَنْ یَّکُوْنَ لَہُمُ الْخِیَرَۃُ مِنْ اَمْرِہِمْ، وَمَنْ یَّعْصِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِیْنًا۔'' (الاحزاب:۳۶)

ترجمہ:... ''اور کسی ایمان دار مرد اور کسی ایمان دار عورت کو گنجائش نہیں ہے جبکہ اللہ اور اس کا رسول کسی کام کا حکم دے دیں کہ پھر (ان مؤمنین) کو ان کے اس کام میں کوئی اختیار (باقی) رہے، اور جو شخص

اللہ کا اور اس کے رسول کا کہنا نہ مانے گا وہ صریح گمراہی میں پڑا۔"

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے:

"لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى يَكُوْنَ هَوَاهُ تَبَعًا لِمَا جِئْتُ بِهٖ." (مشکوٰۃ، ص:۳۰)

ترجمہ:..."تم میں سے کوئی شخص مؤمن نہیں ہوسکتا یہاں تک کہ اس کی خواہش میرے لائے ہوئے دِین کے تابع نہ ہوجائے۔"

انہیں خالص علمی اِصطلاح میں "ضروریاتِ دِین" کہا جاتا ہے، یعنی یہ ایسے اُمور ہیں کہ ان کا دِینِ محمدی میں داخل ہونا سوفیصد قطعی ویقینی اور ایسا بدیہی ہے کہ ان میں کسی ادنیٰ سے ادنیٰ شک وشبہ اور تردّد کی گنجائش نہیں، کیونکہ خبرِ متواتر سے بھی اسی طرح کا یقین حاصل ہوتا ہے جس طرح کہ خود اپنے ذاتی تجربے اور مشاہدے سے کسی چیز کا علمِ یقین حاصل ہوتا ہے۔ مثلاً بے شمار لوگ ایسے ہیں جنھوں نے مکہ، مدینہ یا کراچی اور لاہور نہیں دیکھا، لیکن انہیں بھی ان شہروں کے وجود کا اسی طرح یقین ہے جس طرح کا یقین خود دیکھنے والوں کو ہے۔

دِینِ محمدی کی پوری عمارت اسی تواتر کی بنیاد پر قائم ہے، جو شخص دِین کے متواترات کا اِنکار کرتا ہے، وہ دِین کی پوری عمارت ہی کو منہدم کردینا چاہتا ہے، کیونکہ اگر تواتر کو حجتِ قطعیہ تسلیم نہ کیا جائے تو دِین کی کوئی چیز بھی ثابت نہیں ہوسکتی، تمام فقہاء، متکلمین اور علمائے اُصول اس پر متفق ہیں کہ تواتر حجتِ قطعیہ ہے، اور متواتراتِ دینیہ کا منکر کافر ہے، (کتبِ اُصول میں تواتر کی بحث ملاحظہ کی جائے)۔ مناسب ہوگا کہ تواتر کے قطعی حجت ہونے پر ہم مرزا غلام احمد قادیانی کی شہادت پیش کردیں، اپنی کتاب "شہادۃ القرآن" میں مرزا صاحب لکھتے ہیں:

"دُوسرا حصہ جو تعامل کے سلسلے میں آگیا اور کروڑہا مخلوقات اِبتداء سے اس پر اپنے عملی طریق سے محافظ اور قائم چلی آئی ہے اس کو ظنی اور شکی کیونکر کہا جائے، ایک دُنیا کا مسلسل تعامل جو بیٹوں سے باپوں تک اور باپوں سے دادوں تک اور دادوں سے پرداداوں تک بدیہی طور پر مشہور ہوگیا اور اپنے اصل مبدا تک اس کے آثار اور اَنوار نظر آگئے، اس میں تو ایک ذرّہ شک کی گنجائش نہیں رہ سکتی، اور بغیر اس کے اِنسان کو کچھ بن نہیں پڑتا کہ ایسے مسلسل عمل درآمد کو اوّل درجہ کے یقینیات میں سے یقین کرے، پھر جبکہ ائمۂ حدیث نے اس سلسلے میں تعامل کے ساتھ ایک اور سلسلہ قائم کیا اور اُمورِ تعاملی کا اسناد راست گو اور متدین راویوں کے ذریعے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچادیا، تو پھر بھی اس پر جرح کرنا، درحقیقت ان لوگوں کا کام ہے جن کو بصیرتِ ایمانی اور عقلِ انسانی کا کچھ بھی حصہ نہیں ملا۔" (شہادۃ القرآن ص:۸، رُوحانی خزائن، ج:۶ ص:۳۰۴)

اور "اِزالہ اوہام" میں لکھتے ہیں:

"تواتر ایک ایسی چیز ہے کہ اگر غیر قوموں کی تواریخ کی رُو سے بھی پایا جائے تب بھی ہمیں قبول کرنا ہی پڑتا ہے۔" (اِزالہ اوہام ص:۵۵۶، رُوحانی خزائن، ج:۳ ص:۳۹۹)

یہاں یہ وضاحت بھی ضروری ہے کہ تین قسم کے اُمور "ضروریاتِ دِین" میں شامل ہیں:

۱:... جو قرآن کریم میں منصوص ہوں۔

۲:... جو اَحادیثِ متواترہ سے ثابت ہوں (خواہ تواتر لفظی ہو یا معنوی)۔

۳:... جو صحابہ کرامؓ سے لے کر آج تک اُمت کے اِجماع اور مسلسل تعامل وتوارث سے ثابت ہوں۔

الغرض "ضروریاتِ دِین" ایسے بنیادی اُمور ہیں، جن کا تسلیم کرنا شرطِ اسلام ہے، اور ان میں سے کسی ایک کا اِنکار کرنا کفر وتکذیب ہے۔ خواہ کوئی دانستہ اِنکار کرے یا نادانستہ، اور خواہ واقف ہو کہ یہ مسئلہ ضروریاتِ دِین میں سے ہے، یا واقف نہ ہو، بہرصورت کافر ہوگا۔ "شرح عقائد نسفی" میں ہے:

"الايمان في الشرع هو التصديق بما جاء به من عند الله تعالٰى أي تصديق النبي عليه السلام بالقلب في جميع ما علم بالضرورة مجيئه به من عند الله تعالٰى."

(شرح عقائد، ص:۱۱۹)

ترجمہ:..."شریعت میں ایمان کے معنی ہیں ان تمام اُمور میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کرنا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی طرف سے لائے، یعنی ان تمام اُمور میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دل وجان سے تصدیق کرنا جن کے بارے میں بداہۃً معلوم ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے لائے۔"

اس سے واضح ہوجاتا ہے کہ جو شخص "ضروریاتِ دِین" کا منکر ہو وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہیں رکھتا۔ علامہ شامیؒ "رد المحتار شرح درمختار" میں لکھتے ہیں:

"لا خلاف في كفر المخالف في ضروريات الاسلام وان كان من أهل القبلة المواظب طول عمره على الطاعات كما في شرح التحرير."

(ردالمحتار من الامامة، ج:۱، ص:۳۷۷)

ترجمہ:..."جو شخص "ضروریاتِ دِین" میں مسلمانوں کا مخالف ہو، اس کے کافر ہونے میں کوئی اِختلاف نہیں، اگرچہ وہ اہلِ قبلہ ہو اور مدۃ العمر طاعات اور عبادات کی پابندی کرنے والا ہو، جیسا کہ شرح تحریر میں اس کی تصریح ہے۔"

حافظ ابن حزم ظاہریؒ لکھتے ہیں:

"وصح الاجماع على ان كل من

جحد شيئاً صح عندنا بالإجماع ان رسول الله صلى الله عليه وسلم اتى به فقد كفر، وصح بالنص ان كل من استهزأ بالله تعالى، أو بملك من الملائكة أو بنبي من الأنبياء عليهم السلام أو بآية من القرآن أو بفريضة من فرائض الدين فهي كلها آيات الله تعالى، بعد بلوغ الحجة اليه فهو كافر، ومن قال بنبي بعد النبي عليه الصلوٰة والسلام أو جحد شيئاً صح عنده بأن النبي صلى الله عليه وسلم قاله، فهو كافر." (کتاب الفصل لابن حزم، ج:۳، ص:۲۵۵، ۲۵۶)

ترجمہ:... "اور اس بات پر صحیح اجماع ثابت ہے کہ جو شخص کسی ایسی بات کا انکار کرے جس کے بارے میں اجماع سے ثابت ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کو لائے تھے، تو ایسا شخص بلاشبہ کافر ہے، اور یہ بات بھی نص سے ثابت ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کا، کسی فرشتے کا، کسی نبی کا، قرآنِ کریم کی کسی آیت کا، یا دین کے فرائض میں سے کسی فریضے کا مذاق اُڑائے (واضح رہے کہ تمام فرائض آیات اللہ ہیں) حالانکہ اس کے پاس حجت پہنچ گئی ہو، ایسا شخص کافر ہے، اور جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کا قائل ہو، یا کسی ایسی چیز کا انکار کرے کہ اس کے نزدیک ثابت ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات فرمائی ہے، تو وہ بھی کافر ہے۔"

اور قاضی عیاض مالکیؒ "الشفاء" میں لکھتے ہیں:

"وكذالك وقع الاجماع على تكفير كل من دافع نص الكتاب أو خص حديثاً مجمعاً على نقله مقطوعاً به مجمعاً على حمله على ظاهره." (ج:۲، ص:۲۴۷)

ترجمہ:... "اسی طرح اس شخص کی تکفیر پر بھی اجماع ہے جو کتاب اللہ کی نص کا مقابلہ کرے یا کسی ایسی حدیث میں تخصیص کرے، جس کی نقل پر اجماع ہو اور اس پر بھی اجماع ہو کہ وہ اپنے ظاہر پر محمول ہے۔"

آگے لکھتے ہیں:

"وكذالك نقطع بتكفير كل من كذب وأنكر قاعدة من قواعد الشرع وما عرف يقيناً بالنقل المتواتر من فعل الرسول صلى الله عليه وسلم ووقع الاجماع المتصل عليه ....الخ." (ج:۲، ص:۲۴۸)

ترجمہ:... "اسی طرح ہم اس شخص کو بھی قطعی کافر قرار دیتے ہیں جو شریعت کے قاعدوں میں سے کسی قاعدے کا انکار کرے، اور ایسی چیز کا انکار کرے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نقلِ متواتر کے ساتھ منقول ہو اور اس پر مسلسل اجماع چلا آتا ہو۔"

علمائے امت کی اس قسم کی تصریحات بے شمار ہیں، نمونے کے طور پر چند حوالے درج کردیئے گئے ہیں۔ آخر میں مرزا غلام احمد قادیانی کی دو عبارتیں بھی ملاحظہ فرمایئے: "انجام آتھم" ص:۱۴۴ میں لکھتے ہیں:

"ومن زاد على هذه الشريعة مثقال ذرة أو نقص منها أو كفر بعقيدة اجماعية فعليه لعنة الله والملائكة والناس أجمعين."

(روحانی خزائن ج:۱۱ ص:۱۴۴)

ترجمہ:... "جو شخص اس شریعت میں ایک ذرّے کی کمی بیشی کرے، یا کسی اجماعی عقیدے کا انکار کرے، اس پر اللہ تعالیٰ کی، فرشتوں کی، اور تمام انسانوں کی لعنت۔"

اور "ایام الصلح" میں لکھتے ہیں:

"وہ تمام اُمور جن پر سلف صالحین کو اعتقادی اور عملی طور پر اجماع تھا، اور وہ اُمور جو اہل سنت کی اجماعی رائے سے اسلام کہلاتے ہیں، ان سب کا ماننا فرض ہے۔"

(ص:۸۷، روحانی خزائن، ج:۱۴ ص:۳۲۳)

خلاصہ یہ ہے کہ "ضروریاتِ دین" کا اقرار و انکار اسلام اور کفر کے درمیان حد فاصل ہے، جو شخص "ضروریاتِ دین" کو من وعن، بغیر تأویل کے قبول کرتا ہے، وہ دائرۂ اسلام میں داخل ہے، اور جو شخص "ضروریاتِ دین" کا انکار کرتا ہے، یا ان میں ایسی تأویل کرتا ہے کہ جس سے ان کا متواتر مفہوم بدل جائے وہ دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔ اور جو مسائل ایسے ہوں کہ ہیں تو قطعی و اجماعی، مگر ان کی شہرت عوام تک نہیں پہنچی، صرف اہل علم تک محدود ہے، ان کو "قطعیات" تو کہا جائے گا، مگر "ضروریات" نہیں کہا جاتا۔ ان کا حکم یہ ہے کہ اگر کوئی شخص ان کا انکار کرے تو پہلے اس کو تبلیغ کی جائے، اور ان کا قطعی اور اجماعی ہونا اس کو بتایا جائے، اس کے بعد بھی اگر انکار پر اصرار کرے تو خارج از اسلام ہوگا۔

"مسامرۃ" میں ہے:

"وأما ما ثبت قطعاً ولم يبلغ حد الضرورة كاستحقاق بنت الابن السدس مع البنت الصلبية باجماع المسلمين فظاهر كلام الحنفية الاكفار بجحده لأنهم لم يشترطوا في الاكفار سوى القطع في الثبوت (الى قوله) ويجب حمله على ما اذا علم المنكر ثبوته قطعاً." (مسامرہ ص:۳۳۲)

ترجمہ:... "اور جو حکم قطعی الثبوت تو ہو مگر ضرورت کی حد کو پہنچا ہو جیسے (میراث میں) اگر پوتی اور حقیقی بیٹی جمع ہوں تو پوتی کو چھٹا حصہ ملنے کا حکم اجماعِ اُمت سے ثابت ہے۔ سو ظاہر کلام حنفیہ کا یہ ہے کہ اس کے انکار کی وجہ سے کفر کا حکم لیا جاوے گا، کیونکہ انہوں نے قطعی الثبوت ہونے کے سوا اور کوئی شرط نہیں لگائی (الیٰ قولہ) مگر واجب ہے کہ حنفیہ کے اس کلام کو اس صورت پر محمول کیا جاوے کہ منکر کو اس کا

علم ہو کہ یہ حکم قطعی الثبوت ہے۔"

۳:... "ضروریاتِ دین" کو تسلیم کرنے کا مطلب یہ نہیں کہ صرف ان کے الفاظ کو مان لیا جائے، بلکہ ان کے اس معنی ومفہوم کو ماننا بھی ضروری ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر آج تک تواتر وتسلسل کے ساتھ مُسلَّم چلے آتے ہیں۔ فرض کیجئے! ایک شخص کہتا ہے کہ: "میں قرآن کریم پر ایمان رکھتا ہوں"، لیکن ساتھ ہی یہ بھی کہتا ہے کہ: "قرآن کریم کے بارے میں میرا یہ عقیدہ نہیں کہ یہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بذریعہ وحی اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوا، جیسا کہ مسلمان سمجھتے ہیں، بلکہ میں قرآن مجید کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی تصنیف کردہ کتاب سمجھتا ہوں۔" کیا کوئی شخص تسلیم کرے گا کہ ایسا شخص قرآن پر ایمان رکھتا ہے؟ یا فرض کیجئے کہ ایک شخص کہتا ہے کہ: "میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان رکھتا ہوں، لیکن "محمد رسول اللہ" سے مراد وہ شخصیت نہیں جس کو مسلمان مانتے ہیں، بلکہ "محمد رسول اللہ" سے خود میری ذات شریف مراد ہے۔" کیا کوئی عاقل کہہ سکتا ہے کہ یہ شخص "محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" پر ایمان رکھتا ہے؟ یا فرض کیجئے کہ ایک شخص تسلیم کرتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تواتر کے ساتھ آخری زمانے میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نازل ہونے کی خبر دی تھی، لیکن ساتھ ہی کہتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام سے خود اس کی ذات مراد ہے، کیا یہ کہا جاسکتا ہے کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول پر ایمان رکھتا ہے؟

الغرض "ضروریاتِ دین" میں اجماعی اور متواتر مفہوم کے خلاف کوئی تاویل کرنا بھی درحقیقت "ضروریاتِ دین" کا انکار ہے، اور ضروریاتِ دین میں ایسی تاویل کرنا اِلحاد وزندقہ کہلاتا ہے، قرآن کریم میں ہے:

"اِنَّ الَّذِیْنَ یُلْحِدُوْنَ فِیْٓ اٰیٰتِنَا لَا یَخْفَوْنَ عَلَیْنَا، اَفَمَنْ یُّلْقٰی فِی النَّارِ خَیْرٌ اَمْ مَّنْ یَّاْتِیْٓ اٰمِنًا یَّوْمَ الْقِیٰمَةِ، اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ، اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ۔" (حٰمٓ السجدة: ۴۰)

ترجمہ:... "جو لوگ ٹیڑھے چلتے ہیں ہماری باتوں میں، وہ ہم سے چھپے ہوئے نہیں، بھلا ایک جو پڑتا ہے آگ میں، وہ بہتر ہے یا جو آئے گا امن سے، دن قیامت کے، کئے جاؤ جو چاہو، بے شک جو تم کرتے ہو، وہ دیکھتا ہے۔"

جو لوگ ضروریاتِ دین میں تاویلیں کرکے انہیں اپنے عقائد پر چسپاں کرتے ہیں، انہیں "ملحد وزندیق" کہا جاتا ہے، اور ایسے لوگ نہ صرف کافر ومرتد ہیں، بلکہ اس سے بھی بدتر، کیونکہ کافر ومرتد کی توبہ قبول کی جاتی ہے، لیکن زندیق کی توبہ بھی قبول نہیں کی جاتی۔ راقم الحروف نے اپنے رسالے "قادیانی جنازہ" میں زندیق کے بارے میں ایک نوٹ لکھا تھا، جسے ذیل میں نقل کیا جاتا ہے:

اوّل:... جو شخص کفر کا عقیدہ رکھتے ہوئے اپنے آپ کو اسلام کی طرف منسوب کرتا ہو، اور نصوصِ شرعیہ کی غلط سلط تاویلیں کرکے اپنے عقائدِ کفریہ کو اسلام کے نام سے پیش کرتا ہو، اسے "زندیق" کہا جاتا ہے، علامہ شامیؒ باب المرتد میں لکھتے ہیں:

"فان الزندیق یموه کفره ویروج عقیدته الفاسدة ویخرجها فی الصورة الصحیحة هذا معنی ابطان الکفر۔" (الشامی، ج:۴، ص:۲۴۲ الطبع الجدید)

ترجمہ:... "کیونکہ زندیق اپنے کفر پر ملمع کیا کرتا ہے اور اپنے عقیدۂ فاسدہ کو رواج دینا چاہتا ہے اور اسے بظاہر صحیح صورت میں لوگوں کے سامنے پیش کرتا ہے اور یہی معنی ہیں کفر کو چھپانے کے۔"

اور امام الہند شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مسوّیٰ شرح عربی مؤطا میں لکھتے ہیں:

"بیان ذلک أن المخالف للدّین الحق ان لم یعترف به ولم یذعن له لا ظاهرًا ولا باطنًا فهو کافر، وان اعترف بلسانه وقلبه علی الکفر فهو المنافق، وان اعترف به ظاهرًا، لکنه یفسر بعض ما ثبت من الدّین ضرورة بخلاف ما فسره الصحابة رضی الله عنهم والتابعون واجتمعت علیه الأمّة فهو الزّندیق۔"

ترجمہ:... "شرح اس کی یہ ہے کہ جو شخص دینِ حق کا مخالف ہے، اگر وہ دینِ اسلام کا اقرار ہی نہ کرتا ہو اور نہ دینِ اسلام کو مانتا ہو، نہ ظاہری طور پر اور نہ باطنی طور پر، تو وہ "کافر" کہلاتا ہے، اور اگر زبان سے دین کا اقرار کرتا ہو لیکن دین کے بعض قطعیات کی ایسی تاویل کرتا ہو جو صحابہؓ وتابعینؒ اور اجماعِ اُمت کے خلاف ہو، تو ایسا شخص "زندیق" کہلاتا ہے۔"

آگے تاویلِ صحیح اور تاویلِ باطل کا فرق کرتے ہوئے شاہ صاحب رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"ثم التأویل، تأویلان، تأویل لا یخالف قاطعًا من الکتاب والسُّنّة واتفاق الأمّة، وتأویل یصادم ما ثبت بقاطع فذلک الزندقة۔"

ترجمہ:... "پھر تاویل کی دو قسمیں ہیں، ایک وہ تاویل جو کتاب وسنت اور اجماعِ اُمت سے ثابت شدہ کسی قطعی مسئلے کے خلاف نہ ہو، اور دُوسری وہ تاویل جو ایسے مسئلے کے خلاف ہو جو دلیلِ قطعی سے ثابت ہے پس ایسی تاویل "زندقہ" ہے۔"

آگے زندیقانہ تاویلوں کی مثالیں بیان کرتے ہوئے شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"أو قال ان النبی صلی الله علیه وسلم خاتم النبوّة ولکن معنی هذا الکلام أنه لا

يجوز أن يسمّى بعده أحد بالنبي وأما معنى النبوة وهو كون الأنسان مبعوثاً من الله تعالىٰ الى الخلق مفترض الطاعة معصوماً من الذنوب ومن البقاء على الخطأ فيما يرى فهو موجود في الأمة بعده فهو الزّنديق۔"
(مسوّی، ج:۲، ص:۱۳۰، مطبوعہ رحیمیہ دہلی)

ترجمہ:...'' یا کوئی شخص یوں کہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بلاشبہ خاتم النبیین ہیں، لیکن اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ کے بعد کسی کا نام نبی نہیں رکھا جائے گا۔ لیکن نبوت کا مفہوم یعنی کسی انسان کا اللہ تعالیٰ کی جانب سے مخلوق کی طرف مبعوث ہونا، اس کی اطاعت کا فرض ہونا، اور اس کا گناہوں سے اور خطا پر قائم رہنے سے معصوم ہونا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی اُمت میں موجود ہے، تو یہ شخص ''زندیق'' ہے۔''

خلاصہ یہ کہ جو شخص اپنے کفریہ عقائد کو اسلام کے رنگ میں پیش کرتا ہو، اسلام کے قطعی و متواتر عقائد کے خلاف قرآن وسنت کی تاویلیں کرتا ہو، ایسا شخص ''زندیق'' کہلاتا ہے۔

دوم:... یہ کہ زندیق، مرتد کے حکم میں ہے، بلکہ ایک اعتبار سے زندیق، مرتد سے بھی بدتر ہے، کیونکہ اگر مرتد توبہ کرکے دوبارہ اسلام میں داخل ہو تو اس کی توبہ بالاتفاق لائق قبول ہے، لیکن زندیق کی توبہ کے قبول ہونے یا نہ ہونے میں اختلاف ہے، چنانچہ درمختار میں ہے:

''وكذا الكافر بسبب (الزندقة) لا توبة له وجعله في الفتح ظاهر المذهب لكن في حظر الخانية الفتوىٰ علىٰ أنه (اذا أخذ) الساحر أو الزنديق المعروف الداعي (قبل توبته) ثم تاب لم تقبل توبته ويقتل، ولو أخذ بعدها قبلت۔" (الشامی، ج:۴، ص:۲۴۱، طبع جدید)

ترجمہ:...'' اور اسی طرح جو شخص زندقہ کی وجہ سے کافر ہوگیا، اس کی توبہ قابلِ قبول نہیں، اور فتح القدیر میں اس کو ظاہر مذہب بتایا ہے، لیکن فتاویٰ قاضی خان میں کتاب الحظر میں ہے کہ فتویٰ اس پر ہے کہ جب جادوگر اور زندیق جو معروف اور داعی ہو، توبہ سے پہلے گرفتار ہوجائیں، اور پھر گرفتار ہونے کے بعد توبہ کریں تو ان کی توبہ قبول نہیں، بلکہ ان کو قتل کیا جائے گا، اور اگر گرفتاری سے پہلے توبہ کرلی تھی تو توبہ قبول کی جائے گی۔''

البحرالرائق میں ہے:

''لا تقبل توبة الزنديق في ظاهر المذهب وهو من لا يتدين بدين ...... وفي الخانية: قالوا ان جاء الزنديق قبل أن يؤخذ فأقر أنه زنديق فتاب من ذلك تقبل توبته، وان أخذ ثم تاب لم تقبل توبته ويقتل۔" (ج:۵، ص:۱۳۶)

ترجمہ:...'' ظاہر مذہب میں زندیق کی توبہ قابلِ قبول نہیں، اور زندیق وہ شخص ہے جو دین کا قائل نہ ہو...... اور فتاویٰ قاضی خان میں ہے کہ: اگر زندیق گرفتار ہونے سے پہلے خود آکر اقرار کرے کہ وہ زندیق ہے، پس اس سے توبہ کرے، تو اس کی توبہ قبول ہے، اور اگر گرفتار ہوا، پھر توبہ کی تو اس کی توبہ قبول نہیں کی جائے گی، بلکہ اسے قتل کیا جائے گا۔''

سوم:... قادیانیوں کا زندیق ہونا بالکل واضح ہے، کیونکہ ان کے عقائد اسلامی عقائد کے قطعاً خلاف ہیں، اور وہ قرآن وسنت کے نصوص میں غلط سلط تاویلیں کرکے جاہلوں کو یہ باور کراتے ہیں کہ خود تو وہ پکے سچے مسلمان ہیں، ان کے سوا باقی پوری اُمت گمراہ اور کافر و بے ایمان ہے، جیسا کہ قادیانیوں کے دُوسرے سربراہ آنجہانی مرزا محمود قادیانی لکھتے ہیں کہ:

''کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے، خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا، وہ کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج ہیں۔'' (آئینۂ صداقت، ص:۳۵)

☆☆..............☆☆

ختم نبوت کانفرنس، بھلوال

عالمی مجلس ختم نبوت بھلوال کے زیر اہتمام نماز عشاء جامع مسجد مدنی بھلوال میں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ کانفرنس کی صدارت مولانا محمد یعقوب احسن نے جبکہ سرپرستی مجاہد ختم نبوت مولانا محمد اکرم طوفانی نے کی، علامہ محبوب الحسن طاہر کی نگرانی میں کانفرنس کا آغاز تلاوت قرآن مجید سے ہوا، قاری احمد سعید نے تلاوت اور نعت قاری محمد راشد، قاری اکرام اللہ مدنی شاعر ختم نبوت الحاج سید سلمان گیلانی نے پڑھی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سرگودھا کے امیر مولانا نور محمد ہزاروی، عالمی مجلس سرگودھا کے مبلغ مولانا امجد علی، قاری احمد علی ندیم کے بیانات ہوئے۔ حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ نے قرآن وحدیث کی روشنی میں عقیدہ ختم نبوت اور حیات عیسیٰ (علیہ السلام) پر مدلل گفتگو فرمائی۔ مولانا نور محمد ہزاروی نے ختم نبوت کانفرنس کے انعقاد پر کارکنان کی حوصلہ افزائی کی اور ذمہ داران شیخ منصور احمد، ڈاکٹر محمود الحسن ناصر و دیگر کو مبارکباد پیش کی۔ کانفرنس سے: استاذ العلماء مولانا یعقوب احسن، مولانا محبوب الحسن طاہر، مولانا امجد علی، قاری احمد علی ندیم نے بھی خطاب کیا۔ انہوں نے کہا کہ یہ کانفرنس اب ہر سال ہونی چاہئے کانفرنس میں مقامی علماء کے علاوہ آس پاس کے علاقوں سرگودھا سے مولانا ثناء اللہ، ایوبی سیالی سے مولانا بلال، بھیرہ سے قاری ریاض گادھی و دیگر حضرات نے قافلوں کی صورت میں شرکت کی۔ کانفرنس کو کامیاب بنانے کے لئے خواجہ زاہد، شیخ عمیر منصور، شیخ شاکر، حافظ عبداللہ، شیخ فہد حمید، شیخ وقاص، شیخ محمد فیاض، شیخ شیراز، شیخ زین، مولانا اشرف، ڈاکٹر منظور الحسن، حافظ منظور الحسن، شہباز ذوالفقار، حاجی عبدالوہاب، عمر اکرم، بھائی واجد، اسد و دیگر کارکنان نے بھرپور محنت کی اللہ تعالیٰ ان کی اس محنت کو قبول فرمائے۔ (آمین)

ایماندار افسران کی تلاش

شیخ الحدیث حضرت مولانا زاہد الراشدی مدظلہ

آج ایک قومی اخبار کے گوجرانوالہ ایڈیشن میں مقامی صفحہ کی اس بڑی سرخی نے بار بار اپنی طرف متوجہ کیا کہ ”ایماندار ایس ایچ اوز کی تلاش، ریجن بھر کے پولیس انسپکٹروں کے کوائف طلب“۔ ہمارے موجودہ معاشرتی ماحول میں یہ کوئی بہت بڑی خبر نہیں ہے کیونکہ صرف پولیس نہیں بلکہ کم و بیش ہر شعبہ اور ادارہ میں اسی قسم کی صورتحال کا سامنا ہے کہ ایماندار افراد تلاش کرنا پڑتے ہیں۔ اس پر اسلامی تاریخ کے دو حوالے ذہن میں آ گئے ہیں اور جی چاہتا ہے کہ انہیں قارئین کی خدمت میں پیش کر دیا جائے۔

حضرت عمر بن الخطابؓ کے زمانہ خلافت میں جب فارس و ایران فتح ہوا اور کسریٰ بادشاہ کے خزانے مفتوحہ غنیمت کی صورت میں مدینہ منورہ لائے گئے تو تاریخی روایات کے مطابق امیر المومنین حضرت عمرؓ کافی دیر اس کے ڈھیروں اور گٹھڑیوں میں کوئی چیز تلاش کرتے رہے اور بے چینی اور اضطراب میں ادھر ادھر ٹہلتے رہے۔ ایک دو روز اسی کیفیت میں گزرے تو ان سے اس اضطراب کی وجہ پوچھی گئی، انہوں نے فرمایا کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کے سفر کے دوران سراقہ بن مالکؓ سے فرمایا تھا کہ وہ ان کے ہاتھ میں کسریٰ کے کنگن دیکھ رہے ہیں۔ آج کسریٰ کے خزانے تو آ گئے ہیں مگر دو روز سے ان کنگنوں کی تلاش میں ہوں جو نہیں مل رہے۔ جبکہ بے چینی اس بات پر ہے کہ یہ کیسے ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک پیشگوئی فرمائی ہو اور وہ پوری نہ ہو رہی ہو۔

ایک اور دن اسی حالت میں گزر گیا تو ایک مسافر مدینہ منورہ پہنچا اور حضرت عمرؓ کی مجلس میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ امیر المومنین! میں کسریٰ کے خلاف لڑنے والی مسلمان فوج کا ایک سپاہی ہوں، واپسی پر راستہ میں کسی عذر اور مجبوری کی وجہ سے لیٹ ہو گیا تھا اور آج مدینہ منورہ پہنچا ہوں۔ یہ کہہ کر اس نے ایک چھوٹی سی گٹھڑی حضرت عمرؓ کے سامنے رکھ دی کہ یہ مال غنیمت کا ایک حصہ ہے جو امانت کے طور پر میں نے سنبھال رکھا ہے اور آپ کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں۔ گٹھڑی کھولی گئی تو اس میں کسریٰ بادشاہ کے سونے کے کنگن تھے جنہیں دیکھ کر حضرت عمرؓ نے اللہ اکبر کا کلمہ بلند کیا اور سراقہ بن مالکؓ کو بلا کر ان سے پوچھا کہ کیا انہیں ہجرت کے سفر والا قصہ یاد ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ اچھی طرح یاد ہے۔ اس پر حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ مرد کے لئے سونے کا زیور پہننے کی اجازت نہیں ہے لیکن میں جناب رسول اللہؐ کی پیشگوئی کو پورا کرنے کے لئے تمہیں تھوڑی دیر کے لئے کسریٰ بادشاہ کے یہ سونے کے کنگن پہنا رہا ہوں۔

اس موقع پر حضرت عبد الرحمن بن عوفؓ بھی موجود تھے۔ حضرت عمرؓ نے اس سپاہی کی دیانت و امانت کی تعریف کرتے ہوئے ان سے فرمایا کہ جس قوم میں اس طرح کے دیانت دار سپاہی موجود ہوں اسے دشمن سے کیا خطرہ ہو سکتا ہے؟ حضرت عبد الرحمن بن عوفؓ نے کہا کہ امیر المومنین! بات سپاہی کی نہیں امیر المومنین کی ہے کہ جب قوم کو آپ جیسے دیانت دار اور امین حکمران میسر ہیں تو اس کے عام سپاہیوں میں بھی یقیناً دیانت و امانت موجود ہو گی۔

اس لئے بات ایس ایچ اوز یا دیگر محکموں کے افسران کی نہیں ہے بلکہ حکمران طبقہ اور رولنگ کلاس کی ہے کہ ان میں امانت و دیانت ہو گی تو افسران اور ملازمین پر بھی اس کے اثرات ہوں گے لیکن اگر رولنگ کلاس اول سے آخر تک کرپشن اور نا اہلی میں ڈوبی ہوئی ہو گی تو نچلے طبقات میں ایماندار افسران ”تلاش“ ہی کرنا پڑیں گے اس لئے کہ ”الناس علی دین ملوکھم“ عام لوگ اپنے بادشاہوں اور حکمرانوں کے طریقوں پر ہی چلتے ہیں۔

> **اگر رولنگ کلاس اول سے آخر تک کرپشن اور نا اہلی میں ڈوبی ہوئی ہوگی تو نچلے طبقات میں ایماندار افسران ”تلاش“ ہی کرنا پڑیں گے**

دوسرا حوالہ حضرت حذیفہ بن الیمانؓ کا ہے جو حالات میں تبدیلی اور تغیر کا شکوہ کرتے ہوئے بخاری شریف کی ایک روایت میں فرماتے ہیں کہ ہمارے دور میں تو صورتحال یہ تھی کہ ہم بلا خوف و خطر ہر شخص سے معاملہ اور بیع و شراء کر لیا کرتے تھے اور ہمیں اعتماد

ہوتا تھا کہ اگر یہ مسلمان ہے تو اس کا ایمان اسے ہمارے ساتھ کوئی گڑبڑ کرنے سے روکے گا، اور اگر غیر مسلم ہے تو بھی ساعی یعنی حاکم اسے ایسا کرنے نہیں دے گا۔ ساعی اور حاکم سے مراد نظام ہے کہ ہمارا نظام اس قدر مستحکم اور اعتماد سے بھرپور ہے کہ اس میں کوئی شخص کسی دوسرے سے بے ایمانی اور گڑبڑ نہیں کرسکتا۔ دوسرے لفظوں میں حضرت حذیفہؓ فرمارہے ہیں کہ ایمان کی مضبوطی اور نظام کی شفافیت ہی معاشرے میں بددیانتی کی روک تھام کرتی ہیں۔ اس لئے ایماندار ایس ایچ اوز اور دیانت دار افسران کی تلاش کرنے والوں سے گزارش ہے کہ اس کا راستہ افراد کی تلاش میں نہیں بلکہ یہ ہے کہ حکمران طبقات اور رولنگ کلاس کو حضرت عمرؓ کی دیانت وامانت اور گڈ گورننس سے آگاہ کرکے انہیں اس کی پیروی کے لئے تیار کیا جائے، نظام وقانون کی شفافیت اور عدل و انصاف کے بلاامتیاز اہتمام کو یقینی بنایا جائے، اور ہر سطح پر ایمان وعمل صالح کی فضا قائم کرنے کے لئے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کی اتباع اور حضرات صحابہ کرامؓ بالخصوص خلفائے راشدینؓ کے نقش قدم پر چلنے کا ذوق بیدار کیا جائے۔

اس سلسلہ میں ایک تجویز یہ ہے کہ حکومت پاکستان ہمہ گیر اخلاقی تربیتی کورسز مرتب کرے اور تمام قومی اداروں اور محکموں میں بھرتی ہونے والے افراد کو درجہ بدرجہ ان کورسز سے گزارا جائے۔ کورسز مرتب کرنے کے لئے علماء ومشائخ اور دیگر شعبوں کے ماہرین کی خدمات حاصل کی جائیں تاکہ دینی و عصری تقاضوں کو ملحوظ رکھا جاسکے اور ان کورسز کے اثرات ونتائج جانچنے کے لئے بھی ایک نظام وضع کیا جائے تاکہ مثبت اور منفی پہلوؤں کی روشنی میں انہیں بہتر سے بہتر بنانے کے سلسلہ میں اقدامات کیے جاتے رہیں۔ (روزنامہ اسلام کراچی، ۲۸؍اکتوبر ۲۰۱۷ء)

دارالفلاح بہلویہ میں صوفیاء کرام کا اجتماع

ہمارے حضرت اقدس مرشد العلماء والصلحاء حضرت مولانا محمد عبداللہ بہلوی نور اللہ مرقدہ کو اللہ پاک نے تین بیٹے عطا فرمائے تھے۔ مولانا محمد ہاشمؒ آپ کی زندگی مبارک میں داغ مفارقت دے گئے۔ حضرت بہلویؒ کی وفات کے بعد آپ کے بڑے فرزند ارجمند اور علمی جانشین حضرت اقدس مولانا عبدالحی بہلوی نقشبندیؒ نے حضرت والا کی خانقاہ، مہمان خانہ اور مدرسہ اشرف العلوم اپنے چھوٹے بھائی حضرت اقدس مولانا عزیز احمد بہلوی مدظلہ کے سپرد فرماکر ریلوے لائن کراس کرکے لاڑ ملتان روڈ پر مدرسہ اور خانقاہ جامعہ بہلویہ، خانقاہ بہلویہ کے نام سے علیحدہ مرکز بنالیا اور حضرت والا نے اپنی وفات سے پہلے خانقاہ اپنے بڑے فرزند ارجمند حضرت مولانا عبیداللہ ازہر مدظلہ کے سپرد فرمادی اور مدرسہ کا نظم قاری حبیب اللہ، قاری شفیق الرحمٰن کے سپرد فرمادیا۔ حضرت بہلوی ثانیؒ کے دور میں تو مسجد، مدرسہ، خانقاہ کا نظم ایک ساتھ چلتا رہا۔ حضرت کے مریدین ومتوسلین تینوں کارہائے خیر میں تعاون فرماتے اور حضرت ثانیؒ کی رحلت کے بعد یہ نظم برقرار نہ رہ سکا اور حضرت مولانا عبیداللہ ازہر مدظلہ نے خانقاہ، مسجد، مدرسہ چھوٹے بھائیوں کے سپرد فرماکر ملتان مظفرگڑھ روڈ پر ''دارالفلاح'' کے نام سے خانقاہ ومدرسہ کا سنگ بنیاد رکھا اور مریدین ومتوسلین کے لئے مرکزی حیثیت دے دی۔ مدرسہ وخانقاہ کے نظم کی نگرانی قاری ریاض احمد لغاری نے اپنے ذمہ لے لی۔

۲۵ ستمبر کو لغاری صاحب کے ہاں روڈ سلطان جھنگ میں جمعہ کا پروگرام تھا، انہوں نے فرمایا کہ دارالفلاح کا سالانہ اجتماع صوفیاء کرام ۷، ۸؍اکتوبر کو منعقد ہوگا تو فرمایا کہ آپ نے شریک ہونا ہے۔

برادر مکرم قاری ریاض احمد لغاری کی استدعا پر جھنگ کے مبلغ مولانا غلام حسین اور جامعہ محمودیہ جھنگ کے شیخ الحدیث مولانا عبدالرحیم مدظلہ (دونوں حضرت بہلوی ثانیؒ کے خلفاء ہیں) کی معیت میں دارالفلاح حاضری ہوئی۔ تلاوت ونعت کے بعد راقم نے تقریباً پون گھنٹہ اصلاحی بیان کیا۔ راقم کے بعد مولانا غلام حسین، مولانا عبدالرحیم کے بیانات ہوئے، اگلے روز بھی اکابر علماء و مشائخ کے بیانات اور ذکر واذکار کی محافل جاری رہیں۔ راقم اپنے بیان سے فارغ ہوکر خانقاہ بہلویہ کے سجادہ نشین اور اپنے مخدوم زادہ حضرت مولانا عبیداللہ ازہر مدظلہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت بہلویؒ اول وثانی کے صلاح وتقویٰ کے واقعات پر گفتگو ہوتی رہی۔

حضرت بہلویؒ اول میرے شیخ واستاذ تھے۔ جن سے شعبان ورمضان میں دورۂ تفسیر پڑھا تھا۔ اس سال پندرہ پارے حضرت بہلویؒ نے پڑھائے اور پندرہ پارے حضرت مولانا عبدالحی بہلویؒ نے پڑھائے۔ اللہ پاک ہمارے حضرت بہلویؒ کے دونوں بلکہ تینوں مراکز کو قیامت تک آباد و شاداب رکھیں اور حضرت والا کے خانوادہ کو آپس میں اتحاد واتفاق سے سرفراز فرمائیں۔ آمین۔

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

میرے مشفق دوست

مولانا مفتی نیاز احمدؒ کا سانحۂ ارتحال

حافظ محمد طیب لدھیانوی

یکم محرم الحرام ۱۴۳۹ھ بروز جمعۃ المبارک عین نماز جمعہ کے وقت انتہائی افسوسناک خبر میرے کانوں میں پڑی کہ جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی کے جواں سال استاذ حضرت مفتی محمد نیاز صاحب اچانک حرکتِ قلب بند ہونے سے اس دنیا سے کوچ کرگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اس خبر کی میرے دل ودماغ اور کانوں نے تصدیق نہ کی بلکہ کچھ لمحات کے لئے سکتہ سا طاری ہوگیا فوراً ساتھیوں سے رابطہ کیا تو معلوم ہوا کہ خبر صحیح اور تصدیق شدہ ہے۔ کچھ دیر قبل دل کا اٹیک ہوا ہے جامعہ کے اساتذہ کرام ہسپتال لے کر گئے ہیں..... تھوڑی دیر بعد مولانا قاری شیر خدا صاحب کا فون آیا کہ ہم لوگ مفتی نیاز صاحب کے جسد خاکی کو لے کر آرہے ہیں، آپ غسل کے لئے تختِ مسجد بلال سے فوراً جامعہ کے مہمان خانہ لے کر پہنچ جائیں۔ میرے ہاتھ پاؤں اور پورے جسم نے کام کرنا چھوڑ دیا، یقین نہ آیا کہ ہمارے ساتھی، ہم جماعت، مشفق دوست ہم سب کو اچانک چھوڑ کر اپنے پروردگار کے پاس پہنچ جائیں گے۔ موت کی خبر کا اس لئے بھی یقین نہ آیا کہ ایک روز قبل ہی میرے پاس جامعہ کے کتب خانہ آئے، حسب معمول گپ شپ اور مختلف موضوعات پر بحث چلتی رہی، گھریلو امور پر بھی بات ہوتی رہی۔ آخر میں احقر نے نئے مکان ملنے کی مبارکباد دی بہت خوش ہوئے، مجھے اور میری اہلیہ کو اپنے ہاں آنے کی دعوت دی۔ مگر: ''اذا جاء اجلھم لایستاخرون ساعۃً ولا یستقدمون..... '' کیا معلوم تھا کہ یہ محبت بھری باتیں زندگی کی آخری باتیں ہیں۔ دوسرے روز ہم سب سے بچھڑ کر جنت کی لازوال، بے شمار نعمتوں سے لطف اندوز ہوں گے۔ بہرحال اللہ پاک کے اٹل فیصلے ہیں۔

میرے مشفق دوست مولانا مفتی نیاز صاحبؒ نے ۱۹۸۸ء میں جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن میں ابتدائی درجات میں داخلہ لیا، جامعہ کے مہتمم ثانی حضرت امام اہلسنت مولانا مفتی احمد الرحمن نور اللہ مرقدہ فرمانے لگے: ''میاں ہماری شاخ ملیر میں ہے، وہاں چلے جاؤ، یہ ہماری سب سے اچھی شاخ ہے آپ کا داخلہ ہوچکا۔'' حضرت مفتی صاحبؒ کے بھائی مولانا قاری سعید الرحمن صاحبؒ پنڈی والوں کا پُرزور سفارشی خط بھی لائے تھے، اس طرح اور بھی آسانی رہی۔ ابتدائی تعلیم جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کی ملیر شاخ میں حاصل کی۔ درجہ خامسہ سے دورۂ حدیث تک میرے رفیق سبق رہے۔ آپؒ شروع سے ہی بڑے ذہین تھے، بلا کا حافظہ تھا، رات کو پابندی سے بعد نماز عشاء اسباق کے تکرار کراتے تھے، بعض مرتبہ سبق سے تھک جاتے تو نماز عشاء پڑھنے قریب کی مسجد سبحانی، مسجد عثمانی چلے جایا کرتے، چہل قدمی سے مزید طبیعت میں بشاشت آجاتی۔

آپ نے ۱۹۹۷ء میں دورۂ حدیث مکمل کیا، اس کے بعد تخصص فی الفقہ بھی فرمایا۔ فراغت کے بعد اپنی مادر علمی کے لئے اپنی خدمات وقف کردیں۔ آپ جامعہ میں تدریسی خدمات کے علاوہ غیر ملکی دارالاقامہ کے نگران بھی رہے۔ تمام اساتذہ کرام، طالب علموں اور دیگر عملے سے خندہ پیشانی کے ساتھ پیش آیا کرتے۔ راقم الحروف سے دوستی کے سبب میرے والد محترم مولانا عبدالرزاق لدھیانوی صاحب (مدرس جامعہ) سے بہت محبت واحترام کا معاملہ کرتے اور اپنے گھریلو مسائل کے بارے میں مشاورت فرمایا کرتے تھے، نیز والد محترم کو بھی بہت انس وتعلق تھا، ہر سال بقر عید کے دنوں میں کلیجی پکوا کر اہتمام سے دارالاقامہ میں آپؒ کے لئے لے جاتے۔ آپؒ اس بات پر بے انتہا خوش ہوتے۔ آپ اکثر نماز عصر سے رات بارہ ساڑھے بارہ بجے تک پڑھنے، تکرار، مطالعہ کرنے والے طلباء کی مسلسل نگرانی فرماتے، جو طالب علم کمزور ہوتا یا سبق دشوار محسوس ہوتا تو اپنے قریب بٹھا کر سبق کو نہایت آسان پیرایہ میں پیش کردیتے، بعض مرتبہ مغرب عشاء کے بعد کلاسوں کا چکر لگاتے خاص کر دورۂ حدیث کے طلبا کو جمع فرما کر اپنی قیمتی نصیحتوں سے نوازتے۔ اساتذہ کرام اور طلبا میں یکساں ہردلعزیز اور مقبول تھے۔ آپؒ ایک عرصہ سے ناظم آباد نمبر ۲ مجلس نشریات اسلام اور اقرأ روضۃ الاطفال کراچی سے متصل جامع مسجد میں خطابت کے فرائض انجام دے رہے تھے، جس دن آپ کا سانحہ ہوا تو کچھ دیر قبل جمعہ کی تیاری ہی فرما رہے تھے اور اتفاق کی بات ہے کہ محرم کا مہینہ، جمعہ کا مبارک دن، بابرکت ساعتیں اس مبارک دن میں دنیا سے رحلت فرمائی۔ گزشتہ سالوں کی طرح امسال بھی بقر عید کے دنوں میں جامعہ کے لئے دلجمعی کے ساتھ کھالیں جمع کرنے کی خدمت سرانجام دی۔

آپؒ کے پانچ بھائیوں میں آپ سب سے چھوٹے تھے، مرحوم کے ۴ بچے ہیں۔ والدہ محترمہ ماشاء اللہ حیات ہیں، دیگر بھائیوں کے پاس گاؤں میں رہائش پذیر ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ رب العزت مولانا مرحوم کی مغفرت فرما کر جنت نصیب فرمائے، آپ کی دینی خدمات کو قبول فرمائے، آپ کی بیوہ، بچوں کی کفالت فرمائے، سب کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین۔ ☆☆☆

الیکشن ایکٹ 2017ء اور مسئلہ ختم نبوت

مفتی منیب الرحمن، چیئرمین رویت ہلال کمیٹی پاکستان

علامہ ڈاکٹر محمد طاہر القادری صاحب کا ایک وڈیو کلپ دیکھنے کا اتفاق ہوا، وہ کہتے ہیں: قادیانیوں اور احمدیوں کی آئینی حیثیت سے متعلق الیکشن ایکٹ 2017ء میں ''چیف ایگزیکٹو آرڈر 2002ء بابت انعقادِ عام انتخابات'' کی دفعہ 7B اور 7C کو حذف کرکے اس کے ذریعے دستورِ پاکستان میں ارتداد قادیانیت کے آرٹیکل کو منسوخ کردیا گیا ہے، مجھے اس بیان پر حیرت ہوئی۔ دستوری پوزیشن یہ ہے کہ کوئی بھی عام قانون آئین کے کسی آرٹیکل کو منسوخ نہیں کرسکتا، کیونکہ آئین ملک کے تمام قوانین پر بالادست ہے اور اگر قانون میں کوئی بات خلاف آئین ہے، تو سپریم کورٹ میں پٹیشن دائر کرکے اسے کالعدم قرار دیا جاسکتا ہے۔ عام قانون کی منظوری کے لئے رائے شماری کے وقت پارلیمنٹ کے حاضر ارکان کی سادہ اکثریت کافی ہے، جبکہ آئین کے کسی آرٹیکل میں ترمیم یا تنسیخ کے لئے پارلیمنٹ کے کل ارکان کی کم از کم دو تہائی اکثریت یعنی قومی اسمبلی کے 228 اور سینیٹ کے 70 ارکان کی حمایت درکار ہوتی ہے، پس یہ کیسے ممکن ہے کہ ایک عام قانون دستور یا اس کے کسی آرٹیکل کو منسوخ کردے۔ عام قانون کی صورتِ حال تو یہ ہے کہ الیکشن ایکٹ کی متنازعہ دفعہ 203 میں ترمیم کو سینیٹ نے 37 کے مقابلے میں 38 ارکان کی حمایت سے منظور کیا ہے اور اب وہ ملک کا قانون ہے۔ اس سے پولیٹکل پارٹیز آرڈر 2002ء میں سیاسی جماعت کی سربراہی کے لئے عائد ایک بندش کو اٹھالیا گیا ہے۔

آئین میں منکرینِ ختم نبوت کی حیثیت مستقل طور پر متعین ہے، اصل مسئلہ اس کے کمل نفاذ کا ہے۔ پارلیمنٹ کی رکنیت کے اقرار نامے میں ختم نبوت کا حلفیہ اقرار اس لئے ضروری ہے کہ کوئی قادیانی مسلمان کے بھیس میں پارلیمنٹ کا امیدوار نہ بن سکے، اگرچہ اخلاقی معیارات کے اعتبار سے ہم تنزل کے دور سے گزر رہے ہیں اور حال ہی میں بزعمِ خویش سب سے زیادہ دیانت وصداقت کے حامل پارٹی سربراہ نے سپریم کورٹ آف پاکستان میں ایک ہی کیس میں بیان بار بار تبدیل کئے، جبکہ ہر شخص کو معلوم ہے کہ سپریم کورٹ میں جمع کردہ بیان بھی حلفیہ ہی ہوتا ہے، پس جھوٹے حلف نامے کے امکان کو یکسر رد نہیں کیا جاسکتا۔ ختم نبوت کی بابت یہی اقرار نامہ پاسپورٹ، قومی شناختی کارڈ، مسلح افواج میں شمولیت اور دیگر مواقع پر درکار ہوتا ہے۔

لہٰذا ہر بات کو پوری دیانت کے ساتھ بیان کرنا چاہئے اور اختلاف کا حق استعمال کرتے ہوئے بھی صداقت ودیانت کا علم بلند رکھنا چاہئے، کیونکہ اصل عدالت آخرت میں لگے گی، جہاں حقائق پر فیصلہ ہوگا، ہماری من پسند تعبیرات وتشریحات کام نہیں آئیں گی۔ ایک غلطی یہ بھی کی جارہی ہے کہ پوری پارلیمنٹ کو جوابدہ بنانے کی بجائے یہ مطالبہ کیا جارہا ہے کہ ہمیں بتایا جائے یہ کام کس نے کیا ہے؟ ان تمام اصحابِ علم وفضل کی خدمت میں گزارش ہے کہ یہ کام پوری پارلیمنٹ نے کیا ہے۔ کوئی وزیر، سیکرٹری یا سیکشن آفیسر دستوری طریقۂ کار کے بغیر ذاتی حیثیت میں کوئی قانون نہیں بناسکتا، لہٰذا اس غفلت مجرمانہ کی ذمہ داری پوری پارلیمنٹ پر عائد ہوتی ہے۔ جب جماعت اسلامی کے امیر جناب سراج الحق کہیں کہ ہمیں ذمہ دار کا نام بتایا جائے اور جناب شاہ محمود قریشی اپنی غفلت پر قوم سے معافی مانگنے کی بجائے ہیرو بن کر سامنے آئیں، تو حیرت ہوتی ہے کہ کیا سیاست دین کے تقاضوں پر غالب آگئی ہے۔ کاش کہ ہماری قوم نظامِ آئین وقانون کو سمجھ کر بات کرے۔ تمام علماء پر بالخصوص اُن علماء پر جو میدانِ سیاست میں مصروفِ عمل ہیں سب سے زیادہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔

اب ہم نفسِ مسئلہ کی طرف آتے ہیں:

الیکشن ریفارمز ایکٹ 2017ء پارلیمنٹ میں نمائندگی رکھنے والی تمام سیاسی جماعتوں نے مل کر تیار اور منظور کیا ہے۔ اس میں انتخابات سے متعلق مختلف آٹھ قوانین کو یکجا کردیا گیا ہے۔ لیکن یہ کام انجام دیتے وقت سب نے غفلت کا ارتکاب کیا، اس میں سے ایک فروگزاشت کا ازالہ پارلیمنٹ نے اقرارِ ختم نبوت کے شروع میں ''میں صدقِ دل سے حلفیہ اقرار کرتا ہوں'' کے الفاظ کا اضافہ کرکے کردیا ہے، فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ۔ انتخابی قوانین کو مربوط کرنے کے لئے بہت سی دفعات کو نئے قانون میں شامل کیا گیا ہے اور غیر ضروری دفعات کو حذف کردیا گیا ہے، یہ حذفیات (Deletions) نئے قانون کی دفعہ 241 میں شامل ہیں۔ اس کی ذیلی دفعہ (f) میں چیف ایگزیکٹو آرڈر نمبر 7 بابت انعقادِ عام انتخابات 2002ء کی دفعہ 7B، 7C کو مستثنیٰ کرتے ہوئے بقیہ تمام ذیلی دفعات کو حذف کردیا گیا ہے۔ الغرض مندرجہ ذیل دو دفعات بدستور نافذ العمل ہیں:

احمدیوں وغیرہ کی حیثیت غیر متبدل رہے گی:

دفعہ 7B: "باوجودیکہ کوئی چیز الیکٹورل رول ایکٹ 1974ء، انتخابی فہرست 1974ء یا کوئی بھی قانون جو تاحال موثر ہے، بشمول ان فارمز کے جو مشترکہ انتخابی بنیاد پر یا انتخابی فہرستوں کے لئے مقرر کئے گئے ہیں "حکم نامہ انعقاد عام انتخابات 2002ء کے آرٹیکل 7 پر عمل درآمد کرتے ہوئے (چیف ایگزیکٹو آرڈر نمبر 7 آف 2002ء)، قادیانی گروپ یا لاہوری گروپ (جو اپنے آپ کو احمدی یا کسی اور نام سے پکارتے ہیں یا جو شخص سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حتمی اور قطعی ختم نبوت اور اللہ تعالیٰ کا سب سے آخری نبی ہونے پر یقین نہیں رکھتا یا کسی بھی تشریح، تاویل یا توجیہ کے اعتبار سے، خواہ وہ کیسی بھی ہو، سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے یا کسی ایسے (باطل) مدعی نبوت کو نبی یا مذہبی مصلح مانتا ہے، اس کی حیثیت وہی رہے گی جو اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دستور 1973ء میں طے کی جاچکی ہے۔"

دفعہ 7C: "اگر کسی شخص نے اپنا اندراج ووٹر کی حیثیت سے کر رکھا ہے اور انتخابی فہرستوں کے قانون مجریہ 1974ء کے تحت نظر ثانی کی مجاز اتھارٹی کے سامنے دس دن کے اندر اس کے اہل ووٹر ہونے کے بارے میں عام انتخابات کے انعقاد کے حکم نامے (دوسری ترمیم) مجریہ 2002ء کے تحت اعتراض اٹھایا جاتا ہے کہ یہ شخص مسلمان نہیں ہے، تو نظر ثانی کی مجاز اتھارٹی اس شخص کو ایک نوٹس جاری کرے گی کہ وہ پندرہ دن کے اندر اس کے سامنے پیش ہو اور اس سے مطالبہ کرے گی کہ وہ ایک ایسے اقرار نامے پر دستخط کرے جس سے واضح ہو کہ وہ سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حتمی اور قطعی ختم نبوت پر یقین رکھتا ہے، انتخابی قوانین مجریہ 1974ء میں اس کے لئے فارم iv تجویز کیا گیا ہے۔ دریں صورت کہ وہ مذکورہ بالا اقرار نامہ پر دستخط کرنے سے انکار کرتا ہے اُسے غیر مسلم سمجھا جائے گا اور اس کا نام مخلوط فہرست سے حذف کردیا جائے گا اور ووٹرز کی ضمنی فہرست میں اسی انتخابی حلقے میں غیر مسلم کی حیثیت سے شامل کردیا جائے گا۔ دریں صورت کہ وہ ووٹر (جس کے مسلم ہونے پر اعتراض کیا گیا ہے) مجاز اتھارٹی کی جانب سے نوٹس کی تعمیل کے باوجود حاضر نہیں ہوتا، تو اس کے بارے میں (غیر مسلم ہونے کا) فیصلہ اس کی عدم موجودگی میں (parte-ex an) یکطرفہ طور پر جاری کردیا جائے گا۔"

آپ نے مطالعہ فرمالیا کہ دفعہ 7B کا مقصد ووٹر کے لئے سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حتمی اور قطعی ختم نبوت کا اقرار، قادیانیوں اور منکرین ختم نبوت اور خاتم النبیین والمرسلین سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہر جھوٹے مدعی نبوت کو نبی یا مصلح مذہب یا محض مسلمان ماننے والوں کے غیر مسلم ہونے کا اقرار شامل ہے۔ دفعہ 7C کا مقصد یہ ہے کہ اگر کوئی غیر مسلم دھوکے سے اپنا نام مسلم ووٹرز کی فہرست میں درج کرادے، تو دس روز کے اندر مجاز اتھارٹی کے سامنے ثبوت وشواہد کے ساتھ چیلنج کرکے اس کا نام مسلم ووٹرز کی فہرست سے نکال کر اسی حلقۂ انتخاب میں غیر مسلم ووٹرز کی فہرست میں شامل کیا جاسکے گا۔

فنی اعتبار سے وزارتِ قانون یہ کہہ سکتی ہے کہ ہم نے انتخابی قوانین مجریہ 2002ء کی ذیلی دفعہ 7B اور 7C کو حذف نہیں کیا اور یہ بدستور رائج الوقت قانون ہے، اس حد تک یہ بات درست ہے، لیکن مسئلہ یہ ہے کہ ان دفعات کا متن "الیکشن ایکٹ 2017ء" میں کہیں بھی درج نہیں ہے، اس قانون نے سابق انتخابی قوانین کو منسوخ کرکے ان کی جگہ لے لی ہے، اب آئندہ قانون کی کتاب میں یہی انتخابی قانون درج رہے گا، جس میں 2002ء کے انتخابی قانون کی دفعہ 7B اور 7C کا متن شامل نہیں ہے۔ اس مسئلے کے حل کی صحیح صورت یہ ہے کہ الیکشن ایکٹ 2017ء کی دفعہ 37 کے آگے ذیلی دفعہ 37A کا اضافہ کردیا جائے اور اس میں سابق دفعہ 7B کے متن کو بن وغن درج کردیا جائے، اسی طرح اس مقام پر دفعہ 37B کا اضافہ کرکے اس میں سابق دفعہ 7C کا متن بعینہٖ شامل کردیا جائے۔ مزید یہ کہ اعتراض اٹھانے کے لئے دس دن کی تحدید ختم کردی جائے، کیونکہ کسی کی جعلسازی آشکار ہونے کے لئے مدت متعین نہیں کی جاسکتی۔ ہماری اس تجویز پر عمل کرنے سے سارے تنازعات ختم ہوجائیں گے، اس ترمیمی ایکٹ کو قانون سازی کے مسلّمہ طریقۂ کار کے مطابق پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں سے منظور کرانا لازمی ہوگا۔

ہمارے مذہبی طبقات کی دانش مندی کا تقاضا یہ ہے کہ اس کے لئے محض حکومتِ وقت پر چاند ماری کرنے کی بجائے پوری پارلیمنٹ اور اس میں نمائندگی رکھنے والی تمام سیاسی جماعتوں بالخصوص مسلم لیگ ن، پاکستان پیپلز پارٹی، پی ٹی آئی اور دیگر جماعتوں پر یکساں دباؤ ڈالیں، تاکہ یہ مسئلہ آسانی حل ہو جائے۔ ان قانونی موشگافیوں کو سمجھنے کے لئے جماعت اسلامی کے جناب اسد اللہ بھٹو ایڈووکیٹ نے ریکارڈ فراہم کرکے میری معاونت کی، اس کے لئے میں ان کا شکر گزار ہوں۔ میرے اس نتیجہ فکر سے وہ بھی متفق تھے کہ 1973ء کے دستور یا اس کے کسی آرٹیکل کو منسوخ کرنے کا الزام درست نہیں ہے، البتہ اس کے تقاضوں کو پاکستان کے دستوری اور قانونی نظام میں سمونے کے سلسلے میں بہت سا کام باقی ہے۔

(روزنامہ اسلام کراچی، ۱۴/اکتوبر ۲۰۱۷ء)

بچے، قرآن اور ہماری ذمہ داری!

مولانا سید عبدالوہاب شیرازی

بچے اور قرآن، ان دونوں کا آپس میں بہت گہرا تعلق ہے، یہ بات بہت اہمیت کی حامل ہے کہ دنیا میں قرآن کے ماہرین بچپن ہی سے قرآن سے جڑے ہوئے تھے۔ جن بچوں کو ان کے والدین نے چھوٹی عمر میں قرآن سے جوڑا، ان بچوں کا قرآن سے تعلق ساری زندگی مضبوط رہا۔

یہاں میں اس بات کی وضاحت بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ بچپن سے قرآن کے ساتھ جوڑنے سے مراد یہ نہیں جو ہمارے معاشرے میں ہوتا ہے، یعنی بچے کو سکول سے واپس لاکر آدھے گھنٹے کے لئے مسجد کے قاری صاحب کے حوالے کر دیا، جب کہ وہ بچہ انتہائی تھکاوٹ کا شکار ہوتا ہے، اور پھر والدین نے بھی ساری ذمہ داری قاری صاحب پر ڈال رکھی ہوتی ہے، سالوں گزر جاتے ہیں اور والدین کبھی قاری صاحب سے ملاقات تک نہیں کرتے۔

اگر چہ موجودہ دور میں الحمدللہ! حفظِ قرآن کا رجحان زیادہ ہوا ہے، لیکن پھر بھی عموماً یہی ہوتا ہے کہ لوگ اپنے کسی ایک بچے کو حفظ کروا کر دس افراد کی بخشش کے پروانے پر خود ہی دستخط کرکے بیٹھ جاتے ہیں، یعنی اب جو بھی ہو، ہم بخشے بخشائے ہیں۔ چنانچہ اکثر دیکھنے میں آتا ہے کہ بچوں کو پاکیزہ ماحول فراہم نہیں کیا جاتا، بچہ مدرسہ سے آکر گھر میں موجود شیطانی آلات سے بھی مستفید ہو رہا ہوتا ہے، فلمیں، ڈرامے اور کارٹون کی شکل میں دجالی ہدایات کے انجکشن اس کے قلب و دماغ پر لگتے رہتے ہیں۔

حفظ کے رجحان میں اضافے کے باوجود اب بھی نوے فیصد سے زیادہ لوگ ایسے ہی ہیں جو بچے کو بچپن کی عمر میں قرآن سے نہیں جوڑتے، بلکہ جدید زبانیں اور علوم ہی بچپن میں پڑھاتے اور سکھاتے ہیں۔ یہ بات بھی ہمارے مشاہدے میں آئی ہے کہ جو بچے بچپن میں حفظ کر لیتے ہیں، ان کا حافظہ دوسرے بچوں سے زیادہ قوی ہوتا ہے، چنانچہ اگر بچوں کو سب سے پہلے یعنی پانچ چھ سال کی عمر میں حفظ کروانا شروع کر دیا جائے تو باقی چیزیں بعد میں بچہ بہت اچھی طرح سیکھ لیتا ہے۔

دوسری بات یہ بھی اہمیت کی حامل ہے کہ بچے کو چھوٹی عمر میں جو چیز سکھائی جائے گی، ساری عمر اسی چیز کی چھاپ اس کی عملی زندگی میں بھی نظر آئے گی۔ یہی وجہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے سات سال کی عمر میں نماز کا حکم دیا، حالانکہ سات سال کے بچے پر ابھی نماز فرض ہی نہیں ہوئی، ابھی تو مزید سات سال ہیں نماز فرض ہونے میں، یہ سارا اہتمام اسی وجہ سے ہے۔ طبرانی میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

”أدبوا أولادكم على ثلاث خصال: حب نبيكم وحب آل بيته وتلاوة القرآن، فإن حملة القرآن في ظل عرش الله يوم لا ظل إلا ظله مع أنبيائه وأصفيائه.“

ترجمہ: ”اپنے بچوں کو تین باتیں سکھاؤ: اپنے نبی ﷺ کی محبت اور ان کے اہل بیت رضی اللہ عنہم کی محبت اور قرآن کریم کی تلاوت، اس لئے کہ قرآن کریم کو یاد کرنے والے اللہ کے عرش کے سائے میں انبیاء علیہم السلام کے ساتھ اس روز ہوں گے جس روز اس کے سائے کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہوگا۔“

مسلمان علماء تربیت نے بچوں کو قرآن کریم کی تلاوت اور رسول اللہ ﷺ کے غزوات کی تعلیم اور مسلمانوں کے عظیم قائدین کے کارنامے بتلانے اور سکھلانے کے ضروری ہونے کے سلسلہ میں جو کچھ کہا ہے، اس کے چند نمونے پیش خدمت ہیں۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”ہم اپنے بچوں کو رسول اللہ ﷺ کے غزوات اور جنگیں اسی طرح یاد کرایا کرتے تھے جس طرح انہیں قرآن کریم کی سورتیں یاد کراتے تھے۔“

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے احیاء العلوم میں یہ وصیت کی ہے:

”بچے کو قرآن کریم اور احادیث نبویہ اور نیک لوگوں کے واقعات اور دینی احکام کی تعلیم دی جائے۔“

علامہ ابن خلدون رحمۃ اللہ علیہ نے بچوں کو قرآن کریم کی تعلیم دینے اور یاد کرانے کی اہمیت یوں بتائی ہے:

”مختلف اسلامی ملکوں میں تمام تدریسی طریقوں اور نظاموں میں قرآن کریم کی تعلیم ہی

اساس اور بنیاد ہے، اس لئے کہ قرآن کریم دین کے شعائر میں سے ہے جس سے عقیدہ مضبوط اور ایمان راسخ ہوتا ہے۔“

ابن سینا نے ”کتاب السیاسۃ“ میں یہ نصیحت لکھی ہے:

”جیسے ہی بچہ جسمانی اور عقلی طور سے تعلیم وتعلم کے لائق ہو جائے تو اس کی تعلیم کی ابتداء قرآن کریم سے کرنا چاہئے، تاکہ اصل لغت اس کی گھٹی میں پڑے اور ایمان اور اس کی صفات اس کے نفس میں راسخ ہو جائیں۔“

پہلے زمانے کے لوگ اپنے بچوں کی تربیت کا نہایت اہتمام کیا کرتے تھے اور اپنے بچوں کو جب اساتذہ کے حوالے کرتے تو ان سے درخواست کرتے کہ ان بچوں کو سب سے پہلے قرآن کریم کی تعلیم دیں اور یاد کرائیں، تاکہ ان کی زبان درست ہو اور ان کی ارواح میں پاکیزگی وبلندی اور دلوں میں خشوع وخضوع پیدا ہو اور ان کے نفوس میں ایمان اور یقین راسخ ہو جائے۔ ☆☆

تبصرہ کتب .... مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

مذاہب اربعہ میں توہینِ رسالت اور توہینِ صحابہؓ کا تحقیقی جائزہ:

مفتی ثناء اللہ۔ صفحات: ۳۶۳، قیمت: درج نہیں، ناشر: مرکز البحوث الاسلامیہ، مردان۔

دشمنانِ اسلام اور اُن کے آلہ کاروں نے مسلمانوں کو تڑپانے اور ان کے قلوب کو مجروح کرنے کی غرض سے نبی آخر الزمان حضرت محمد مصطفی ﷺ اور دوسرے انبیائے کرام علیہم السلام کی شانِ اقدس میں گستاخیوں کا وطیرہ اپنایا تو اسلامی جمہوریہ پاکستان میں قانونِ توہینِ رسالت کی رو سے سزا دی جانے لگی تو بعض حلقوں کی طرف سے یہ آوازیں اُٹھنے لگیں اور شور ہونے لگا کہ یہ قانون آزادیِ رائے کے خلاف ہے اور اس دعوے کے ثبوت کے لئے علامہ ابن عابدینؒ کے رسالہ کا سہارا لیا جانے لگا کہ اس رسالہ میں بھی گستاخِ رسول کی سزا قتل نہیں، بلکہ توبہ طلبی ہے اور رسائل وجرائد میں اس کی تائید میں مضامین شائع ہونے لگے تو موصوف نے اس کتاب میں علامہ ابن عابدینؒ کے اس رسالہ کے مطالعہ کی روشنی میں واضح کیا کہ معاملہ اس کے برعکس ہے۔

مؤلف نے علامہ ابن عابدینؒ کے اس رسالہ کا اُردو میں ترجمہ کیا اور روانی کے لئے اس کتاب میں تشریحی انداز اپنایا۔ گویا یہ کتاب علامہ ابن عابدین شامیؒ کے رسالہ ”تنبیه الولاة والحكام على أحكام شاتم خير الأنام“ کا اردو ترجمہ ہے، یعنی اس کتاب میں علامہ ابن عابدینؒ کے رسالہ کو اصل مقصد کے ساتھ وضاحتی اُردو لبادہ میں پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ کتاب کے ٹائٹل پر اس کا تعارف یوں کرایا گیا ہے:

”گستاخِ رسول کی سزا کے بارے میں ائمہ اربعہؒ کے مذاہب کا مدلل بیان، توہینِ انبیائے کرام علیہم السلام، توہینِ اہلِ بیت رضی اللہ عنہم اور توہینِ صحابہ رضی اللہ عنہم کا حکم، متقدمین ومتاخرین حضرات فقہائے احناف کے آراء کا تجزیہ، گستاخِ رسول کی سزا پر لکھی گئی عربی مطبوع ومخطوط کتب حنفیہ کا علامہ ابن عابدینؒ کی رائے سے مقارنہ، عصرِ حاضر میں توہینِ رسالت کی سزا کے حوالے سے علامہ ابن عابدینؒ کے مذہب سمجھنے میں بعض تسامحات کا ازالہ، گستاخِ رسول کے بارے میں متجددین کی آراء کا تحقیقی جائزہ، ملکی وبین الاقوامی قوانین اور اقوامِ متحدہ کی قراردادوں کی روشنی میں گستاخِ رسول کی سزا اور مذاہبِ عالم کی رو سے گستاخ کا حکم، یہ سب اس کتاب کا مرکزی نقطۂ نظر ہے۔“

رسالہ کے شروع میں محدث العصر علامہ سید محمد یوسف بنوریؒ کے ہونہار شاگرد، جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے سابق استاذ، مفتی اعظم ساؤتھ افریقا حضرت مولانا مفتی رضاء اللہ دامت برکاتہم کی تقریظ اس کتاب کی ثقاہت کی بین دلیل ہے اور کتاب کے شروع میں حضرت مولانا سجاد الحجابی حفظہ اللہ کی تقدیم بہت ہی علمی اور معلوماتی ہے۔

بہرحال یہ کتاب ظاہری وباطنی خوبیوں سے مزین اور مالا مال ہے۔ علمائے کرام اور اہل علم حضرات کے لئے ایک قیمتی تحفہ ہے۔ امید ہے کہ اس کی قدر افزائی کی جائے گی۔

دار العلوم حقانیہ اور ردِ قادیانیت:

ترتیب وتدوین: مولانا انعام الرحمٰن شانگلوی ومولانا محمد اسرار مدنی۔ باہتمام ونگرانی: حضرت مولانا سمیع الحق صاحب دامت برکاتہم، صفحات: ۶۱۰۔ قیمت: درج نہیں۔ ملنے کا پتہ: مؤتمر المصنفین، دار العلوم حقانیہ، اکوڑہ خٹک۔

عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے جو قربانیاں تمام مسالک سے وابستہ پاکستانی علمائے کرام اور عوام الناس نے دی ہیں وہ تاریخ کا سنہری باب ہیں، خصوصاً قومی اسمبلی کے فلور پر حضرت مولانا عبد الحقؒ اکوڑہ خٹک، مولانا مفتی محمودؒ، حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ، مولانا شاہ احمد نورانیؒ، پروفیسر عبد الغفورؒ جیسے اکابر کی شب وروز محنت اور جدوجہد ہی کا ثمرہ ہے کہ نوے سالہ پرانا مسئلہ ان اکابر کی قیادت میں حل ہوا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ جزائے خیر دے حضرت مولانا سمیع الحق صاحب کو کہ انہوں نے اُس وقت کی تمام تحریری یادداشتیں اور مواد کو محفوظ اور سنبھال کر رکھا کہ آج کتاب کی صورت میں بہت ہی قیمتی سرمایہ قارئین تک پہنچ رہا ہے، مرتبین نے کتاب کو سات ابواب میں تقسیم کیا ہے:

باب اول: تحریک ختم نبوت ۱۹۵۱ء تا ۱۹۵۳ء۔ باب دوم: تحریک ختم نبوت ۱۹۷۱ء۔ باب سوم: تحریک ختم نبوت ۱۹۷۲ء تا ۱۹۷۴ء۔ باب چہارم: مولانا سمیع الحق کا سوال نامہ اور مشاہیر عالم اسلام کے جوابات۔ باب پنجم: وفاقی مجلس شوریٰ اور سینیٹ میں ق ق۔ باب ششم: منبرِ حقانیہ سے دفاعِ ختم نبوت۔ باب ہفتم: ردِ قادیانیت اور ماہنامہ الحق۔

زیر تبصرہ کتاب ردِ قادیانیت اور دفاعِ ختم نبوت جیسے حساس مسئلہ کے حوالے سے دلائل سے بھرپور، آئینی وقانونی مباحث سے مزین ایسا مجموعہ ہے جو کہ علمائے کرام، پاکستانی عوام اور خصوصاً کارکنانِ مجلس تحفظ ختم نبوت کے لئے یکساں مفید اور نعمتِ غیر مترقبہ ہے۔ امید ہے باذوق حضرات اس نایاب جوہر کی خوب قدر افزائی فرمائیں گے۔

معتمد اور غیر معتمد تفاسیر

آج کل جدیدیت کا دور ہے، عصری اداروں کا پروردہ ہر چیز میں جدت کا متقاضی ہے، اس چیز کو دیکھتے ہوئے کئی ایک ملحدین اور متجددین نے تفسیر بالرائے کو اپنا وطیرہ بنایا اور وہ تفسیریں عصری علوم کے حاملین وطالبین کے نظر میں پسندیدگی کی سند لینے لگی، جس سے سادہ لوح مسلمان بھی ان کے دام تزویر میں آنے لگے۔ اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے حضرت مولانا مفضل محمد صاحب (استاذ الحدیث جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن، کراچی) نے ان تمام ملحدین اور متجددین کی تفسیروں کو سامنے رکھ کر قرآن وسنت کی نصوص، صحابہ کرامؓ کے اقوال اور ائمہ مجتہدین کی تصریحات کی روشنی میں ان کے ابطال اور ان کی تفسیر بالرائے کے نقصانات کو واضح فرمایا۔ چونکہ یہ مضمون اپنے موضوع کی بنا پر طویل ہوگیا تو انہوں نے اس کا نام "معتمد اور غیر معتمد تفاسیر" رکھ کر اسے کتابی شکل میں شائع کردیا۔ افادۂ عام کی غرض سے اس مضمون کو قسط وار ہفت روزہ "ختم نبوت" میں شائع کیا جارہا ہے۔ (ادارہ)

حضرت مولانا مفضل محمد یوسف زئی مدظلہ (۲۳)

مسند احمد کی ایک اور روایت عربی الفاظ کے ساتھ پیش خدمت ہے، ترجمہ کی ضرورت نہیں ہے:

"وعن ابن عباس رضی اللّٰہ عنہ: ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلّم قال: ان جبریل ذھب بابراھیم علیہ السلام الی جمرۃ العقبۃ فعرض لہ الشیطان فرماہ بسبع حصیات. فساخ ثم اتی الجمرۃ الوسطی فعرض لہ الشیطان فرماہ بسبع حصیات فساخ ثم اتی الجمرۃ القصوی فرماہ بسبع حصیات فساخ (رواہ احمد وفیہ عطاء بن السائب وقد اختلط).

(مجمع الزوائد: ج ۸: ص: ۲۲۲)

زمین میں دھنسنے اور گڑنے کو ساخ کہتے ہیں مجمع الزوائد نے ان روایتوں کو کئی اسناد کے ساتھ حضرت ابن عباس سے نقل کیا ہے ان تصریحات کے بعد جناب فراہی صاحب کے قیاسات اور خود ساختہ استنباطات کی طرف جانا بالکل مناسب نہیں ہے۔ لیکن ان لوگوں کو چونکہ احادیث کے ساتھ خدا واسطے بیر ہے تو اس کا علاج تو کسی کے پاس نہیں ہے۔ اب فراہی صاحب کے استنباطات پر میں ذرا تنبیہ کرنا چاہتا ہوں:

استنباط نمبر ۱: میں فراہی صاحب نے ان روایات کا انکار کیا ہے جو اوپر میں نے نقل کردی ہیں وہ کہتے ہیں کہ یہ ثابت نہیں ہیں اگر یہ روایات کمزور بھی ہوں تو پھر بھی فراہی صاحب کے مفروضوں پر مبنی استنباطات سے ہزار درجہ بہتر ہیں۔

استنباط نمبر ۲: میں فراہی صاحب رمی کی سنت کو عربوں کی سنت کی یادگار بتا کر اس کو ترجیح دیکر خوش ہوجاتے ہیں میں کہتا ہوں کہ علماء امت اس کو حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور یادگار قرار دیتے ہیں جب یہ موجود ہو تو فراہی صاحب کے اجتہاد کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

استنباط نمبر ۳: میں فراہی صاحب نے قربانی اور شیطان پر کنکر مارنے کی ترتیب پر اشکال کر کے اپنے موقف پر استدلال پیش کیا ہے میں کہتا ہوں کہ امور حج کا واضح نمونہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کے سامنے پیش کیا اور فرمایا کہ اپنے مناسک حج مجھے دیکھ کر سیکھو تو اس کے بعد فراہی کی منطق کو نہ ہم مانتے ہیں اور نہ سمجھتے ہیں۔

استنباط نمبر ۴: میں فراہی صاحب نے ستونوں کے بڑے اور چھوٹے ہونے کو ابرہہ کے لشکر کے ساتھ جوڑا ہے اس میں فراہی صاحب نے غلطی کی ہے ابرھہ کا لشکر مزدلفہ کی طرف سے مکہ جارہا تھا نیز وہ وادی محسر سے آگے بڑھ بھی نہیں سکا تھا تو فراہی صاحب کی بات بالکل غلط ہے کہ پہلے دن لشکر زیادہ تھا اس لئے اس کی یادگار میں جمرہ عقبہ کا ستون بڑا بنایا گیا اس کو اگر قیاس بنانا ہی تھا تو یوں کہتا کہ پہلے دن شیطان موٹا تھا اس لئے جمرہ عقبہ کا ستون موٹا ہے فراہی صاحب نے احادیث کو چھوڑا مفسرین کو چھوڑا تو بچوں کی طرح باتیں بنانے لگے ہیں۔

سورۃ کوثر کی تفسیر میں فراہی صاحب کی شاذ رائے

جناب فراہی صاحب کو عام مفسرین سے الگ راستے کو اختیار کرنے کا شوق ہے سورت الکوثر میں مفسرین کوثر کے تین معنی لیتے ہیں (۱) کوثر جنت میں ایک نہر کا نام ہے یعنی حوض کوثر مراد ہے (۲) کوثر سے مراد قرآن عظیم ہے (۳) کوثر سے مراد خیر کثیر ہے جو دین اسلام کی تمام بھلائیوں کو شامل ہے کوئی متعین بھلائی مراد نہیں ہے قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ اپنی تفسیر مظہری میں لکھتے ہیں کہ ان احتمالات میں بہترین احتمال وہ ہے جو خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے کہ الکوثر سے مراد حوض کوثر ہے علامہ جار اللہ زمخشری نے بھی صحیح مسلم کی حدیث کے حوالے سے لکھا ہے کہ الکوثر سے مراد وہ نہر ہے جو جنت میں ہے جو حوض کوثر ہے حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

وَعَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ قَرَأَهَا حِيْنَ اُنْزِلَتْ عَلَيْهِ فَقَالَ: اَتَدْرُوْنَ مَا الْكَوْثَرُ؟ اِنَّهُ نَهْرٌ فِي الْجَنَّةِ

وَغَذِیْهِ رَبِّیْ فِیْهِ خَیْرٌ کَثِیْرٌ (مسلم)

(کشاف ج۴:۸۰۷)

فراہی صاحب کے نزدیک الکوثر سے خانہ کعبہ مراد ہے

علامہ فراہی اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ کوثر کی تاویل میں تین قول نقل کئے ہیں:

(۱) کوثر جنت میں ایک نہر ہے حضرت عائشہ ابن عباس حضرت انس ابن عمر رضی اللہ عنہم اور مجاہدؒ اور ابوالعالیہ سے یہی مروی ہے۔

(۲) کوثر سے مراد خیر کثیر ہے ابن عباس عکرمہ قتادہ اور مجاہد سے یہی مروی ہے۔

(۳) کوثر جنت میں ایک حوض ہے عطاء رحمہ اللہ سے یہی مروی ہے۔

میرے نزدیک ان میں سے پہلے اور تیسرے قول میں کوئی اختلاف نہیں ہے اس کو موقف کا حوض اور جنت کی نہر بھی کہا گیا ہے ہوسکتا ہے یہ حوض اسی نہر جاری کا ہو (تفسیر نظام القرآن ص:۵۲۴) علامہ فراہی الکوثر کو جنت کا حوض قرار دینے کو کمزور کرنا چاہتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ کوثر آخرت سے پہلے کوئی چیز ہے الکوثر کو لام تعریف کے ساتھ استعمال کرنا دراآنحالیکہ وہ ایک ایسی چیز کا نام ہے جس سے لوگ واقف نہیں ہیں قرآن کے عربی مبین کے منافی ہے اس وجہ سے بطریق نص وہ کسی خاص چیز کا نام نہیں ہوسکتا ہے البتہ بطریق تاویل اس سے کوئی ایسی چیز مراد لے سکتے ہیں جس میں خیر کثیر ہو قرآن مجید کا یہ تمام اسلوب ہے کہ وہ آخرت کی بخششوں کو یا بصیغہ مستقبل ذکر کرتا ہے یا ان کو ایسے قرائن کے ساتھ بیان کرتا ہے جن سے مستقبل سمجھا جاسکے جیسے ﴿وَلَسَوْفَ یُعْطِیْکَ رَبُّکَ فَتَرْضٰی﴾ اس وجہ سے اگر اس سے کوئی ایسی چیز مراد ہوتی جو صرف آخرت سے تعلق رکھنے والی ہوتی تو قرآن اس کو مستقبل ہی کے صیغے سے بیان کرتا۔ (ص:۵۲۵)

کچھ آگے فراہی صاحب مزید لکھتے ہیں کہ اس تفصیل سے ہمارا مقصد یہ ہے کہ لفظ کوثر کی تحقیق میں بہت سے مذہب نہیں ہیں جیسا کہ بادی النظر میں معلوم ہوتا ہے صرف دو مذہب ہیں ایک یہ کہ کوثر سے کوئی خاص چیز مراد لی جائے یعنی حوض محشر یا نہر جنت یا قرآن یا اسی قسم کی کوئی اور چیز، دوسرا مذہب یہ ہے کہ یہ عام ہے ہر چیز جس میں خیر کثیر ہو وہ اس کے دائرہ میں داخل ہے۔ (تفسیر نظام القرآن ص:۵۲۷)

علامہ فراہی کے نزدیک خانہ کعبہ ہی قیامت کا حوض کوثر ہے اس مقصد تک پہنچنے کے لئے انہوں نے لمبا چوڑا کلام کیا ہے چنانچہ لکھتے ہیں اب اگر قرآن وحدیث کے درمیان کامل تطبیق کے لئے کہا جائے کہ جو کوثر اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا میں عطا فرمایا ہے وہی اپنی حقیقی شکل میں موقف (محشر) کا حوض اور جنت کی نہر ہے تو یہ تطبیق زیادہ بہتر ہوگی پچھلی فصلوں میں معلوم ہوچکا ہے کہ سلف نے کوثر کے بارے میں اختلاف نہیں کیا ہے بلکہ لفظ کی عمومیت اور صیغہ ماضی کی رعایت سے ان چیزوں کو بھی اس کے دائرہ میں داخل کردیا ہے جو داخل ہوسکتی تھیں تاکہ لفظ عام وسیع اور اپنی دلالت میں اسم بامسمی (کوثر) ہو یہی وجہ ہے کہ بعد کے مفسرین نے اس میں مزید جستجو اور کاوش جائز سمجھی ہے۔ اگر اس کے متعلق کچھ کہنا بدعت وضلالت ہوتا تو وہ خاموش رہتے اور سلف بھی اس میں کسی قسم کا اختلاف نہ کرتے، اس وجہ سے اگر میں ایسی تاویل کا سراغ لگاؤں جو دونوں کوثروں کو ایک کردے تو جس طرح میں سلف کو اس کی تاویل میں ایک دوسرے کے خلاف نہیں پاتا اسی طرح اپنے آپ کو بھی ان کے خلاف نہ سمجھوں گا۔ (ص:۵۲۸)

خانہ کعبہ کو قیامت کا حوض کوثر قرار دینے کے لئے علامہ فراہی مزید لکھتے ہیں اس وجہ سے یہ خیال نہیں کرنا چاہئے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے تصریحا کہیں یہ نہیں فرمایا کہ خانہ کعبہ قیامت کے دن حوض کوثر کی شکل میں نمودار ہوگا کیونکہ آپ نے اس کی طرف اشارے فرمائے ہیں اس تمہید کے بعد اب ہم ان اشارات کی تفصیل کرتے ہیں جو ہمارے دعوئی پر حجت ہیں۔ (ص:۵۲۹)

اس کے بعد جناب فراہی صاحب نے کعبہ اور حوض کوثر کے درمیان دس وجوہات اور مشابہات کا ذکر کیا ہے جس سے وہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ دنیا کا یہ خانہ کعبہ آخرت کا حوض کوثر ہے اس کا لازمی نتیجہ یہ آئے گا کہ احادیث میں حوض کوثر کی جو تفصیلات وارد ہیں اور حوض کوثر کا جو موقع ومقام ہے وہ سب بے معنی چیزیں ہیں وہ دنیا کے خانہ کعبہ کی ایک تصوراتی اور خیالی شکل ہے اسی طرح کا کام غلام احمد پرویز کرتا رہتا ہے فراہی صاحب نے خانہ کعبہ اور حوض کوثر کے درمیان دس مشابہات اور مناسبات کو بیان کردیا اور پھر آخر میں لکھا کہ اب تھوڑی دیر توقف کرکے حوض کوثر کی شکل اور ہیئت پر بھی غور کرلینا چاہئے ہمارا خیال ہے کہ اس سے بھی ہمارے مذکورہ نظریہ کی تائید ہورہی ہے کہ کوثر آخرت درحقیقت خانہ کعبہ اور اس کے ماحول ہی کی روحانی تصویر ہے فراہی صاحب نے اس کے بعد اپنی تفسیر میں یہ بڑا عنوان باندھا ہے۔

نہر کوثر خانہ کعبہ اور اس کے ماحول کی روحانیت کی تصویر ہے

لکھتے ہیں معراج میں جو نہر کوثر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مشاہدہ کرائی گئی تھی اس کی صفات پر جو شخص بھی غور کرے گا اس پر یہ حقیقت منکشف ہوجائے گی کہ نہر کوثر درحقیقت کعبہ اور اس کے ماحول کی روحانی مثال ہے (تفسیر نظام القرآن:۵۲۳)

تبصرہ

میں کیا تبصرہ کروں اگر لکھوں تو احباب برا مانیں گے اگر نہ لکھوں تو حق اور علم کے چھپانے کا مجرم ٹھہروں گا ہم تو جاوید غامدی اور امین احسن اصلاحی کے جادۂ حق

سے ہٹنے اور سلف صالحین کے شاہراہ اعظم سے پھرنے اور ترک کرنے کا رونا رو رہے تھے فراہی صاحب کے پوشیدہ گوشوں کو جھانک کر دیکھنے سے معلوم ہوا کہ نلکوں میں آنے والا گدلا پانی نلوں ہی کا نہیں ہے بلکہ پیچھے سے حوض گدلا ہی گدلا بھرا پڑا ہے فراہی صاحب کی تفسیر نظام القرآن میں سورت کوثر کی تفسیر بیاسی لمبے صفحات پر مشتمل ہے اس میں فراہی صاحب نے تفسیری مقاصد سے ہٹ کر غیر متعلق مضامین سے صفحات کے صفحات بھر دیئے ہیں آپ حیران ہو جائیں گے اس اللہ کے بندے نے بلاضرورت سورت کوثر کی تفسیر میں قرآن کی مختلف مقامات سے ایک سو تین آیات کو جمع کر رکھا ہے اور تورات وانجیل کے کئی حوالہ جات لکھے ہیں سورت کوثر جو تین آیات پر مشتمل مختصر ترین سورت ہے بلاضرورت اور بلامناسبت اتنے طویل مضامین کا مقصد شاید یہ ہو کہ فراہی صاحب ان طویل مضامین کے ضمن میں اپنے دل کے رجحانات اور شاذ نظریات کو لپیٹ لپیٹ کر پیش کرنا چاہتے ہیں بہر حال بیاسی طویل صفحات کے آخری صفحہ میں دل کے بھڑاس نکالنے کے لئے پھر لکھتے ہیں یہ تمام باتیں اشارہ کر رہی ہیں کہ اس سورت میں "الکوثر" سے مراد خانہ کعبہ ہی ہے (ص:۵۸۶)

فراہی صاحب نے خیر کثیر کی عمومیت کو وسعت دیکر خانہ کعبہ کو جو شامل کیا ہے اس میں انہوں نے اگرچہ عام مفسرین سے الگ راستہ اختیار کیا ہے لیکن مجھے اس پر اعتراض نہیں ہے اصل اعتراض اس پر ہے کہ انہوں نے خانہ کعبہ کو حوض کوثر کی جگہ پر رکھا ہے اور اصل حوض کوثر جس سے متعلق دسیوں احادیث وارد ہیں اور دسیوں تفصیلات ہیں ان سب کا ایک قسم انکار لازم آتا ہے اور یہی طریقہ غلام احمد پرویز اور عنایت اللہ مشرقی نے اختیار کیا ہے اور کہا ہے کہ جنت کا نظام اور اس کی نعمتیں آنکھوں سے اوجھل پردہ غیب میں ہیں وہ حسی اشیاء نہیں ہیں کہ دنیا میں ہم اس کا ادراک کر سکیں وہ صرف خیالی اور تصوراتی چیزیں ہیں اس دعویٰ کے بعد انہوں نے خاص انداز سے ان چیزوں کا انکار کیا ہے فراہی صاحب شاید انکار نہیں کرتے ہونگے لیکن حوض کوثر سے متعلق سینکڑوں احادیث جان چھڑانے کے لئے ان کا خیالی گھوڑا اسی میدان میں سرپٹ دوڑ رہا ہے۔

سورت لہب کی تفسیر میں فراہی صاحب کی شاذ رائے

علامہ فراہی صاحب نے سورت لہب کی تفسیر میں بھی عام مفسرین سے الگ تھلگ راستہ اختیار کیا ہے اور عجیب وغریب غیر متعلقہ مباحث کو چھیڑ کر سورت لہب کی تفسیر میں چھتیس لمبے لمبے صفحات کو سیاہ کر ڈالا ہے اور پچپن آیات کو نقل کیا ہے اس مختصر سورت میں اس طرح طول اختیار کرنا سمجھ سے بالاتر ہے پھر جو کچھ لکھا ہے ایک مناظرانہ انداز ہے جو سورت کی تفسیر نہیں ہو سکتی ہے پھر چند مقامات میں عام مفسرین سے الگ مخالف راستہ اختیار کیا ہے بطور نمونہ چند عبارات ملاحظہ فرمائیں۔

فراہی صاحب لکھتے ہیں: تَبَّتْ یَدَا اَبِیْ لَھَبٍ میں نہ بد دعا ہے نہ مذمت ہے

پس ﴿تَبَّتْ یَدَا اَبِیْ لَھَبٍ﴾ نہ تو بد دعا ہے اور نہ اس میں کوئی پہلو ہجو اور مذمت کا ہے بلکہ ابولہب کا ذکر کنیت کے ساتھ کیا گیا ہے جس سے عزت واحترام کا پہلو نکلتا ہے۔ (تفسیر نظام القرآن ص: ۶۱۷) آگے چھٹی فصل میں فراہی صاحب ایک بڑی سرخی لگا کر فرماتے ہیں: یہ سورت بد دعا اور مذمت نہیں بلکہ پیشین گوئی اور خوش خبری ہے (تفسیر نظام القرآن: ۶۲۵) علامہ فراہی مزید لکھتے ہیں پھر اگر منشاء الٰہی یہی تھا کہ ابولہب کی مذمت کر کے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا غصہ اور ملال دور کیا جائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کفار کا مثلہ کرنے سے کیوں روکا گیا؟ حالانکہ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جانثاروں رضاعی بھائی اور محبوب چچا حضرت حمزہ کے جسم اقدس کا مثلہ کر کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو انتہائی صدمہ پہنچایا تھا۔ (تفسیر نظام القرآن ص: ۶۲۷)

علامہ فراہی مزید لکھتے ہیں کہ ماقبل سورت میں فتح مکہ اور استغفار و تسبیح کا ذکر ہے اور مابعد سورت میں توحید کامل کا اعلان کیا گیا ہے ان دو عظیم الشان مسئلوں کے بیچ میں ہجو اور مذمت کا کیا موقع تھا؟ (ص: ۶۲۸)

علامہ فراہی مزید لکھتے ہیں اب غور کرو لسان غیب نے جو پیشین گوئی کی تھی وہ کس طرح حرف بحرف پوری ہوئی ابولہب مقابلہ کرنے سے عاجز رہا اس کے اکثر اعوان (بدر میں) قتل ہوئے اگر اشارات فہم حقیقت کے لئے کافی ہیں تو ﴿تَبَّتْ یَدَا﴾ میں یدین سے اعوان وانصار کو مراد لینا نہایت واضح بات ہے کیونکہ عرب اعوان وانصار کو ید کہتے تھے۔ (ص: ۶۳۰ و ۶۳۱)

تبصرہ:

علامہ حمید الدین فراہی صاحب نے یہاں لمبی چوڑی باتیں کی ہیں کئی استدلالات کی کوشش کی ہے وہ یہ بات ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ سورت لہب میں قرآن نے ابولہب کی مذمت بیان نہیں کی ہے اللہ تعالیٰ کی عظمت شان کا تقاضا بھی یہی ہے کہ وہ کسی کی مذمت نہیں کرتا ہے۔ اور نہ نبی آخر زمان نے کوئی مذمت بیان کی ہے پھر فراہی صاحب نے اللہ تعالیٰ کے درگزر کی آیات اور قصوں کو ذکر کیا ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم اخلاق کے حوالے دیئے ہیں اور یہ ثابت کرنا چاہا کہ اس سورت میں ابولہب کی مذمت بیان نہیں ہوئی ہے وہ ابولہب کے دونوں ہاتھوں کی ہلاکت سے بدر میں ہلاک شدہ قریش کے سردار ابوجہل وغیرہ مراد لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ابولہب کے اعوان وانصار بدر میں مارے گئے میں حیران ہوں کہ فراہی صاحب اس سے کیا نکالنا چاہتے ہیں وہ ابولہب کے اتنے خیر خواہ کیوں بنتے ہیں۔

(جاری ہے)

تجوڑی (لکی مروت سب تحصیل) میں پہلی

ختم نبوت کانفرنس

رپورٹ: مولانا محمد ابراہیم ادہمی

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع لکی مروت نے ۷؍ستمبر ۲۰۱۷ء یوم ختم نبوت کے کامیاب پروگراموں کے بعد سب تحصیل تجوڑی میں کانفرنس کا فیصلہ کیا جس کے لئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ مولانا قاضی احسان احمد سے ۱۹؍ستمبر بروز منگل کا وقت لیا، کانفرنس کی تیاری شروع کی۔ ۱۸؍ستمبر نماز مغرب کے بعد حضرت مولانا قاضی احسان احمد نے جامع مسجد اڈا انور تنگ میں بیان کیا، ۱۹؍ستمبر کی صبح کو لکی مروت میں ہونے والے تبلیغی اجتماع کے پنڈال کا دورہ کیا اور مجلس کی طرف سے بھرپور تعاون کا یقین دلایا، دعوت وتبلیغ کے مقامی مشیران اپنے معزز مہمان کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کانفرنس میں شرکت کے لئے تجوڑی تشریف لے گئے۔

نماز ظہر کے بعد کانفرنس شیخ الحدیث مولانا مبارک شاہ کی صدارت میں شروع ہوئی۔ اسٹیج سیکریٹری کے فرائض مولانا محمد ابراہیم ادہمی نے ادا کئے۔ کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے مولانا قاضی احسان نے کہا ہے کہ عقیدۂ ختم نبوت کا تحفظ ہمارا اولین فریضہ ہے کیونکہ یہ دین اسلام کی اساس وبنیاد ہے اور اس عقیدے پر اسلام کی پوری عمارت قائم ہے اگر عقیدۂ ختم نبوت محفوظ ہوگا تو پورا دین بھی محفوظ ہوگا اور اگر یہ عقیدہ خدانخواستہ ذرا سا بھی کمزور پڑ گیا تو دین کی پوری عمارت غیر محفوظ ہو جائے گی، اسی وجہ سے صحابہ کرامؓ نے اپنی جانوں کے نذرانے دے کر عقیدۂ ختم نبوت کی حفاظت کی، اس موقع پر ختم نبوت کے ضلعی ناظم اعلیٰ مولانا عبدالرحیم، ضلعی ناظم مفتی ضیاء اللہ، ناظم مالیات مولانا محمد ابراہیم ادہمی، ناظم تبلیغ مولانا محمد طیب طوفانی، جے یو آئی ضلع لکی مروت کے امیر مولانا عبدالرحیم، صاحبزادہ مولانا اشرف علی، جمعیت علماء اسلام کے سابقہ ضلعی جنرل سیکریٹری مولانا بشیر احمد حقانی، مولانا محمد طاہر، مولانا جمشید اقبال، مولانا اصغر علی ناظم دفتر، مولانا ماسٹر عمر خان اور ناظم اطلاعات صاحبزادہ امین اللہ جان سمیت بڑی تعداد میں دینی مدارس، اسکول، کالج کے طلبا اور معززین علاقہ موجود تھے، انہوں نے کہا کہ ہمارے اکابرین نے عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے ہر قسم کی قربانی پیش کی ہے، ان قربانیوں کی وجہ سے پاکستان کی پارلیمنٹ نے قادیانیوں کو دائرہ اسلام سے خارج کرتے ہوئے غیر مسلم اور کافر قرار دیا اور مسلمانوں کے سو سالہ دیرینہ مسئلہ کو حل کر دیا تاہم آج بعض قوتیں قادیانیوں اور مرزائیوں کی ایما پر ناموس رسالت کے قوانین میں ترامیم اور ختم کرنے کی کوششوں میں مصروف ہیں مگر اس بات کا خیال رہے کہ کوئی مائی کا لال ناموس رسالت کے قانون کو تبدیل نہیں کر سکتا، انہوں نے کہا کہ پاکستان کے عوام اپنے اکابرین کے نقش قدم پر چل کر زندگی کی آخری سانس تک عقیدۂ ختم نبوت کا دفاع کرتے رہیں گے۔

کانفرنس کے شرکاء نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ کلیدی عہدوں پر براجمان قادیانیوں اور مرزائیوں کو فوری طور پر ان کے منصب سے ہٹایا جائے، کیونکہ وہ صرف اسلام کے نہیں بلکہ پاکستان کے بھی دشمن ہیں اور ان کی دشمنی عیاں ہے، شرکاء نے اس عزم کا بھی

مسلمان بچوں کو مرتد بنانے کا لائسنس منسوخ کیا جائے

گوجرانوالہ..... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے راہنما اور مرکز ختم نبوت کے خطیب مولانا عمر حیات نے کہا ہے کہ پاکستان اس وقت قادیانیوں کی سازشوں کے نتیجہ کی وجہ سے بحران میں مبتلا ہے۔ حکومت اور اپوزیشن دونوں کی صفوں میں قادیانی اور قادیانی نواز موجود ہیں جو آئین پاکستان میں ترمیم کروا کر قادیانیوں کو مسلمان قرار دلوانا چاہتے ہیں۔ امیدوار کے فارم میں بیان حلفی ختم نبوت کی بحالی کی طرح ختم نبوت کی دفعات 7بی کی 7سی کو بحالی بھی ناگریز ہے۔ راجہ ظفرالحق انکوائری کمیٹی کی رپورٹ پر عمل کیا جائے اور سازش رچانے والوں کو بے نقاب کر کے قرار واقعی سزا دی جائے۔ یہ ظلم ہے کہ پنجاب میں پیف کے سپرد کئے گئے 70فی صد اسکول قادیانیوں کو سونپ دیئے گئے ہیں۔ قادیانیوں کا مسلمان بچوں کو مرتد بنانے کا لائسنس منسوخ کیا جائے اور اگر حکومت فلاحی ریاست کے کردار سے دستبردار ہوگئی ہے تو وہ ان اسکولوں کو کسی مسلمان تنظیم کے سپرد کر دے۔ انہوں نے حیرت کا اظہار کیا کہ نصف صدی ہونے کو ہے مگر ریاست آزاد کشمیر میں قادیانیوں کے متعلق کوئی قانون سازی نہیں کی گئی۔ انہوں نے مطالبہ کیا ہے کہ قانون سازی کر کے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت کا اسٹیٹس دیا جائے اور قادیانیوں کی تبلیغی سرگرمیوں پر پابندی لگائی جائے۔ انہوں نے مرکز ختم نبوت ہاشمی کالونی میں ایک بڑے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے ان خیالات کا اظہار کیا۔

اظہار کیا کہ وہ وطن عزیز کے دفاع کے لئے کسی بھی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے، انہوں نے امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ کی پاکستان کے خلاف دھمکیوں کی شدید الفاظ میں مذمت کی اور کہا کہ ٹرمپ ہوش کے ناخن لیں اور پاکستانیوں کے احساسات اور جذبات سے کھیلنا بند کریں۔ پاکستانی اپنی افواج کے ہمراہ شانہ بشانہ کھڑے ہو کر وطن عزیز کا دفاع کریں گے۔

تجوڑی ختم نبوت کانفرنس سہ پہر دو بجے شروع ہوئی تجوڑی کی وسیع و عریض جامع مسجد عاشقان ختم نبوت سے مکمل طور پر بھری ہوئی تھی۔ کانفرنس میں دور افتادہ علاقوں سے تعلق رکھنے والے افراد نے قافلوں کی شکل میں شرکت کی، مہمان خصوصی مولانا قاضی احسان احمد نے اپنے بیان کے ذریعے شرکاء کے دل جیت لئے۔ کانفرنس کے دوران مقامی پولیس نے سیکورٹی کی خدمات انجام دیں، تجوڑی کے علاقے میں ختم نبوت کی یہ پہلی کانفرنس تھی جو کافی کامیاب رہی اور اہل علاقہ نے مطالبہ کیا کہ تجوڑی کے علاقے میں سالانہ کانفرنس منعقد کی جائیں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع لکی مروت کے ضلع ناظم مفتی ضیاء اللہ نے دعا سے پہلے قراردادیں پیش کیں۔

کانفرنس کی قراردادیں:

۱:... آج اس کانفرنس کی وساطت سے ہم اکابرین ختم نبوت، شہدائے ختم نبوت، مجاہدین ختم نبوت کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں اور ان کی روح سے یہ وعدہ کرتے ہیں کہ ہم ان کا مشن پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لئے کسی بھی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے۔

۲:... یہ اجتماع حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ قادیانیوں کو تمام کلیدی عہدوں سے فوری طور پر ہٹایا جائے۔

۳:... حکومت وقت ناموس رسالت کے قوانین میں ترامیم سے باز رہے اور اس قانون کے تحت جن مجرموں پر جرم ثابت ہو کر سزائیں سنائی گئیں ہیں اس پر فوری طور پر عمل درآمد کو یقینی بنایا جائے۔

۴:... آسیہ مسیح سمیت تمام گستاخوں کو فوری طور پر سزائے موت دی جائے۔

۵:... مسلم ٹی وی ون اور مسلم ٹی وی ٹو سمیت تمام قادیانی چینلز اخبارات و جرائد کو فوری طور پر بند کیا جائے۔

۶:... یہ اجتماع عوام الناس سے مطالبہ کرتا ہے کہ قادیانی مصنوعات (ذائقہ بناسپتی گھی، شاہ تاج چینی، پنجاب آئل ملز، ربوہ سوپ، کیور یونیمیڈیسن، یونیورسل اسٹیبلائزر) سمیت تمام قادیانی اداروں کا بائیکاٹ کیا جائے۔ ٹرمپ نے پاکستان کے خلاف جو ہرزہ سرائی کی ہے، ہم اس کی شدید مذمت کرتے ہیں اور چیف آف آرمی اسٹاف نے اس کے خلاف جو بیان دیا ہے، اس پر جنرل قمر جاوید باجوہ کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔☆☆

ہر سانس کے آنے جانے میں کیا کوئی نیا پیغام نہیں

حضرت جگر مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ

اب لفظ بیاں سب ختم ہوئے، اب دیدہ و دل کا کام نہیں
اب عشق ہے خود پیغام اپنا، اب عشق کا کچھ پیغام نہیں

اللہ کے علم و حکمت کے محدود و اگر اکرام نہیں!
ہر سانس کے آنے جانے میں کیا کوئی نیا پیغام نہیں

ہر خلدِ تمنا پیش نظر، ہر جنتِ نظارہ حاصل
پھر بھی ہے وہ کیا شے سینے میں، ممکن ہی جسے آرام نہیں

یہ حسن ہے کیا؟ یہ عشق ہے کیا؟ کس کو ہے خبر اس کی لیکن
بے جام ظہور بادہ نہیں، بے بادہ فروغ جام نہیں

زاہد تیرے ان سجدوں کے عوض، سب کچھ ہو مبارک تجھ کو مگر
وہ سجدہ یہاں ہے کفر مبیں جو سجدہ کہ خود انعام نہیں

دنیا یہ دکھی ہے پھر بھی مگر، تھک کر ہی سہی سو جاتی ہے
تیرے ہی مقدر میں اے دل کیوں چین نہیں، آرام نہیں

اک شاہد معنی و صورت، ملنے کی تمنا سب کو ہے
ہم اس کے نہ ملنے پر ہیں فدا، لیکن یہ مذاق عام نہیں

پینے کو سب پیتے ہیں جگر میخانۂ فطرت میں لیکن
محروم نگاہ ساقی ہے، وہ رند جو درد آشام نہیں

رفع ونزول عیسیٰ علیہ السلام

حافظ عبید اللہ

(۷)

ابراہیم الحربی کہتے ہیں کہ: حفاظ حدیث چار تھے اور ہشیم ان سب کے استاذ تھے۔

حسین بن حسن المروزی فرماتے ہیں کہ: میں نے ہشیم سے زیادہ اللہ کا ذکر کرنے والا اور کوئی نہیں دیکھا۔

معروف کرخی نے فرمایا کہ: میں نے خواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا، آپ ہشیم سے فرمارہے تھے کہ: اے ہشیم! اللہ تجھے میری امت کی طرف سے جزائے خیر دے۔

ابوحاتم (رازی) نے فرمایا: ہشیم کی نیکی، سچائی اور امانت داری کے بارے میں کوئی سوال ہی نہیں اٹھ سکتا۔ ابن حبان نے ہشیم کو ثقہ لوگوں میں شمار کیا ہے۔ (تہذیب التہذیب، جلد4، صفحات 280 تا 282 طبع مؤسسة الرسالة)

نوٹ: ہماری پیش کردہ روایت میں ہشیم نے اپنے استاذ "العوام" سے "اخبرنا" کے ساتھ روایت کی ہے لہٰذا یہاں انہوں نے تدلیس نہیں کی۔

دوسرا راوی: العوام بن حوشب بن یزید بن الحارث الشیبانی ابوعیسیٰ الواسطی:

امام احمد بن حنبل نے فرمایا: وہ ثقہ ہیں ثقہ ہیں (دوبار ثقہ فرمایا)۔

ابن معین اور ابوزرعہ دونوں نے فرمایا: وہ ثقہ ہیں۔

ابوحاتم (رازی) نے فرمایا: وہ نیک ہیں اور (ان کی روایت لینے میں) کوئی حرج نہیں۔

عجلی نے فرمایا: وہ ثقہ، ثبت اور صالح ہیں۔

ابن سعد نے بھی انہیں ثقہ کہا۔

امام حاکم نے بھی ثقہ کہا ہے: (تہذیب التہذیب، جلد3، صفحات 334، 335 طبع مؤسسة الرسالة)

تیسرا راوی: جبلة بن سُحيم التيمي أبو سويرة (ويقال ابو سريرة) الكوفي:

امام شعبہ اور امام ثوری کے نزدیک یہ ثقہ تھے۔

امام یحییٰ نے فرمایا: جبلہ ثقہ ہیں۔

امام احمد بن حنبل کے بیٹے عبداللہ نے بھی اپنے والد سے یہی نقل کیا ہے۔

عجلی اور نسائی نے بھی کہا: یہ ثقہ ہیں۔

ابوحاتم نے کہا: یہ ثقہ اور صالح الحدیث ہیں۔

یعقوب بن سفیان نے بھی کہا: یہ کوفی اور ثقہ ہیں۔ (تہذیب التہذیب، جلد1، صفحات 290 و 291 طبع مؤسسة الرسالة)

چوتھا راوی: مؤثر بن عفازة الشيباني ابو المثنى الكوفي:

ابن حبان نے انہیں ثقہ لوگوں میں شمار کیا ہے

امام حاکم نے فرمایا کہ ان سے تابعین کی ایک جماعت نے روایت کی ہے۔

امام بخاری نے تاریخ کبیر میں ان کا تذکرہ کیا ہے

امام مسلم نے الکنیٰ والاسماء میں ان کا ذکر کیا ہے

امام ذہبی نے الکاشف میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔

امام عجلی نے انہیں ثقہ لوگوں میں شمار کیا ہے۔

(دیکھیں: الثقات لابن حبان، جلد5، صفحہ 463، دائرة المعارف، تهذيب التهذيب، جلد4، صفحہ 168، مؤسسة الرسالة، التاريخ الكبير للبخاري، جلد8، صفحہ 63، دار الكتب العلمية، بيروت، الجرح والتعديل، جلد8، صفحہ 429، طبع دار الكتب العلمية، بيروت، معرفة الثقات للعجلي، جلد2، صفحہ 303، الكنى والأسماء لمسلم، جلد2، صفحہ 781 طبع المدينة المنورة، الكاشف في من له رواية في الكتب الستة للذهبي، جلد2، صفحہ 300 طبع دار القبلة، جدة، تقريب التهذيب لابن حجر عسقلاني صفحہ 988 طبع دار العاصمة)۔

نوٹ: کسی نے بھی "مؤثر بن عفازة" پر کسی قسم کی کوئی جرح نہیں کی، بعض کتابوں میں ان کے بارے میں لکھا ہے کہ یہ مجہول راوی ہیں جو کہ ایک بے اصل بات ہے، اوپر ہم نے معتبر ائمہ حدیث وجرح وتعدیل کے حوالے پیش کر دیے ہیں جنہوں نے "مؤثر بن عفازة" کا ذکر کیا ہے اور انہیں ثقہ بھی لکھا ہے۔

الغرض! حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی یہ روایت صحیح مرفوع متصل ہے اور اس بات کی ناقابل تردید دلیل ہے کہ انہی عیسیٰ نے دجال کو قتل کرنے کے لئے تشریف لانا ہے جن کے ساتھ شب معراج میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات ہوئی تھی۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نزول کے بعد حج وعمرہ بھی ادا فرمائیں گے:

جن عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کی خبر نبی کریم

صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے، ان کے بارے میں اللہ کی قسم اٹھا کر یہ بھی بیان فرمایا ہے کہ:

"والذی نفسی بیدہ لیھلّن ابن مریم بفج الروحاء حاجاً او معتمراً او لیثنینھما، اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے مریم کے بیٹے (عیسیٰ علیہ السلام) حج یا عمرہ یا دونوں کی ادائیگی کے لئے جاتے ہوئے فج روحاء کے مقام سے تلبیہ پڑھتے ہوئے گذریں گے" (صحیح مسلم، باب اھلال النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم و ھدیہ، حدیث نمبر1252 واللفظ لہ، مسند احمد، احادیث نمبر7273، 7903 وغیرہ مسند الحمیدی، حدیث نمبر1035، السنن الکبری للبیھقی، حدیث نمبر8803، مسند البزّار، حدیث نمبر8423، تفسیر الطبری، جلد 5، صفحہ 451 طبع دار ہجر، وغیرھا من الکتب)

یاد رہے جیسا کہ پہلے گذرا مرزا قادیانی نے خود یہ قانون بیان کیا ہے کہ جو خبر قسم کے ساتھ دی جائے اس میں کسی قسم کی تاویل نہیں ہو سکتی، اور یہاں بھی قسم کے ساتھ یہ خبر دی گئی ہے، اور یہ بات سب کو معلوم ہے کہ مرزا قادیانی کو پوری زندگی مکہ و مدینہ جانا نصیب نہ ہوا، لہٰذا جن مسیح علیہ السلام کے نزول کا ذکر احادیث میں ہے وہ مرزا قادیانی نہیں ہو سکتا۔

یہاں یہ بات ذہن میں رہے کہ اس حدیث میں یہ بیان نہیں کہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام حج یا عمرہ کا احرام "فج روحاء" کے مقام سے باندھیں گے، بلکہ صرف یہ بیان ہے کہ آپ حج و عمرہ کی تلبیہ کہتے ہوئے اس مقام سے گذریں گے، چنانچہ مسند بزار اور تفسیر طبری کی روایات میں صاف طور پر "لیسلکنّ الروحاء" کے الفاظ ہیں یعنی وہ روحاء سے گزریں گے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اقدس پر سلام کرنا

اللہ تعالیٰ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا:

"مریم کے بیٹے عیسیٰ علیہ السلام ضرور عادل امام اور حکم بن کر نازل ہوں گے اور آپ ضرور حج یا عمرہ یا دونوں کے لئے جاتے ہوئے فج (روحاء) سے گذریں گے اور آپ ضرور میری قبر پر تشریف لائیں گے اور مجھے سلام کریں گے اور میں ضرور ان کے سلام کا جواب دوں گا۔" (مستدرک حاکم، حدیث نمبر4162، جلد2، صفحہ 651 دار الکتب العلمیہ بیروت، امام ذہبیؒ نے تلخیص المستدرک میں اس حدیث کو صحیح لکھا ہے)

مرزا قادیانی کس مسیح کا مثیل ہے؟

یہ بات بھی اپنی جگہ حقیقت ہے کہ مرزا قادیانی نے احادیث میں تحریف معنوی کر کے یہ کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو حضرت مسیح بن مریم علیہما السلام کی آسمان سے نازل ہونے کی خبر دی ہے، اس سے ایک مثیل مسیح مراد ہے اور وہ مثیل میں ہوں، لیکن دوسری طرف اس نے حضرت مسیح علیہ السلام کا تعارف یوں کروایا ہے:

"مسیح تو صرف ایک معمولی سا نبی تھا، ہاں وہ بھی کروڑہا مقربوں میں سے ایک تھا مگر اس عام گروہ میں سے ایک تھا اور معمولی تھا اس سے زیادہ نہ تھا بس اس سے دیکھ لو کہ انجیل میں لکھا ہے کہ وہ یحییٰ نبی کا مرید تھا اور شاگردوں کی طرح اصطباغ پایا۔ وہ (یعنی عیسیٰ علیہ السلام۔ ناقل) صرف ایک خاص قوم کے لئے آیا اور افسوس کہ اس کی ذات سے دنیا کو کوئی بھی روحانی فائدہ نہ پہنچ سکا اور ایک ایسی نبوت کا نمونہ دنیا میں چھوڑ گیا جس کا ضرر اس کے فائدے سے زیادہ ثابت ہوا اور اس کے آنے سے ابتلاء اور فتنہ بڑھ گیا۔" (اتمام الحجۃ، رخ8 صفحہ 308)

"ایک دفعہ مجھے ایک دوست نے صلاح دی کہ ذیابیطس کے لئے افیون مفید ہوتی ہے پس علاج کی غرض سے مضائقہ نہیں کہ افیون شروع کر دی جائے، میں نے جواب دیا کہ آپ نے مہربانی کی کہ ہمدردی فرمائی، لیکن اگر میں ذیابیطس کے لئے افیون کھانے کی عادت کر لوں تو میں ڈرتا ہوں کہ لوگ ٹھٹھا کر کے یہ نہ کہیں کہ پہلا مسیح تو شرابی تھا اور دوسرا افیونی۔"

(نسیم دعوت، رخ19 صفحات 434، 435)

"عیسائیوں نے بہت سے آپ کے معجزات لکھے ہیں۔ مگر حق بات یہ ہے کہ آپ

جوڑوں کے دردوں سے مکمل نجات

پرانے سے پرانا جوڑوں کا، گنٹھیا، کمر، پٹھوں، ٹانگ، ایڑی کے علاوہ ہر قسم کے دردوں سے مکمل نجات پائیں اور امراض معدہ کا جڑ سے مکمل خاتمہ، پوری عمر کے لئے

قدرتی جڑی بوٹیوں سے تیار کردہ

☆......نو سائیڈ افیکٹ ☆......گارنٹی

حکیم قاری ظفر اقبال، نزد حبیب بینک مانانوالہ شیخوپورہ

سیل: 0335-5150317

سے کوئی معجزہ نہیں ہوا۔ اوراس دن سے آپ نے معجزہ مانگنے والوں کو گندی گالیاں دیں اوران کو حرام کی اولاد ٹھہرایا۔ اسی روز سے شریفوں نے آپ سے کنارہ کیا اورنہ چاہا کہ معجزہ مانگ کر حرامکار اور حرام کی اولاد بنیں۔"

(ضمیمہ رسالہ انجام آتھم ،رخ 11 ،صفحات 290، 291 حاشیہ)

"اور آپ کے ہاتھ میں سوائے مکر وفریب کے کچھ نہیں تھا۔"

(ضمیمہ رسالہ انجام آتھم ،رخ 11، صفحہ 291 حاشیہ)

"ہماری تو یہ بھی سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ لوگ اس عیسیٰ کو اتار کر کریں گے کیا؟ آخر ان کے قویٰ تو وہی ہوں گے جو پہلے تھے، پہلے کیا کیا تھا جو اَب کریں گے، ایک ذلیل سی معدودے چند ایک قوم تھی ان کی بھی اصلاح نہ ہوئی۔ لکھا ہے ایک دفعہ اُن میں سے پانچ سو آدمی مرتد ہوگئے تھے، یہ لوگ اگر حضرت موسیٰ کے دوبارہ آنے کی امید رکھتے تو کچھ موزوں بھی تھا کیونکہ وہ صاحب عظمت اور جرءت تو تھے اُن میں شجاعت بھی تھی، اب یہ عیسیٰ کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں، پھر مشکل یہ ہے کہ عادت کا جانا محال ہے، اُن کو مار کھانے اور بزدلی کی عادت ہوگئی تھی، وہ اگر دجال سے جنگ کریں گے تو کس طرح؟"

(ملفوظات، جلد 3، صفحات 210، 211)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں مرزا کے مزید خیالات ملاحظہ ہوں:

"ایک دفعہ حضرت عیسیٰ زمین پر آئے تھے تو اس کا نتیجہ یہ ہوا تھا کہ کئی کروڑ لوگ مشرک دنیا میں ہوگئے، دوبارہ آکر کیا بنائیں گے کہ لوگ ان کے آنے کے خواہش مند ہیں۔" (اخبار بدر۔ قادیان، مورخہ 9 مئی 1907، جلد 6، نمبر 19، صفحہ 5)

"جو شخص کشمیر سری نگر محلہ یار خان میں مدفون ہے اس کو ناحق آسمان پر بٹھایا گیا۔ کس قدر ظلم ہے، خدا تو پابندی اپنے وعدوں کے ہر چیز پر قادر ہے لیکن ایسے شخص کو کسی طرح دوبارہ دنیا میں نہیں لاسکتا، جس کے پہلے فتنے نے ہی دنیا کو تباہ کردیا ہے۔"

(دافع البلاء، رخ 18، صفحہ 235)

"یورپ کے لوگوں کو جس قدر شراب نے نقصان پہنچایا ہے اس کا سبب تو یہ تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام شراب پیا کرتے تھے شاید کسی بیماری کی وجہ سے یا پرانی عادت کی وجہ سے۔"

(کشتی نوح، رخ 19، صفحہ 71 حاشیہ)

اور مرزا قادیانی کی یہ تحریر غور سے پڑھیں:

"بلکہ مسیح کے معجزات اور پیشگوئیوں پر جس قدر اعتراض اور شکوک پیدا ہوتے ہیں میں نہیں سمجھتا کہ کسی اور نبی کے خوارق یا پیش خبریوں میں کبھی ایسے شبہات پیدا ہوئے ہوں کیا تالاب کا قصہ مسیحی معجزات کی رونق دور نہیں کرتا؟ اور پیشگوئیوں کا حال اس سے بھی زیادہ تر ابتر ہے کیا یہ بھی کچھ پیشگوئیاں ہیں کہ زلزلے آئیں گے مری پڑے گی لڑائیاں ہوں گی قحط پڑیں گے اور اس سے زیادہ تر قابل افسوس یہ امر ہے کہ جس قدر حضرت مسیح کی پیشگوئیاں غلط نکلیں اس قدر صحیح نہ نکل سکیں۔"

(ازالہ اوہام حصہ اول، رخ 3، صفحہ 106)

دوستو! دین اسلام کی تعلیم تو یہ ہے کہ اللہ کے تمام انبیاء پر ایمان لانا اور ان کی تعظیم و احترام کرنا ایمان کا جزو ہے، چاہے وہ موسیٰ علیہ السلام ہوں یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام یا اللہ کا کوئی اور نبی، بالفرض اگر کوئی بدبخت یہودی یا عیسائی ہمارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں کسی قسم کے گستاخانہ کلمات بھی کہے تو اس کے جواب میں ہمارا دین ہرگز یہ اجازت نہیں دیتا کہ کوئی مسلمان حضرت موسیٰ علیہ السلام یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ذات اقدس کے بارے میں ایسے الفاظ کہے یا لکھے جن سے بے ادبی یا توہین کی بُو آتی ہو، لیکن مرزا قادیانی نے جی بھر کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ذات اقدس کے بارے میں توہین آمیز الفاظ لکھے ہیں، اس کی صرف ایک مثال پیش خدمت ہے، بقول مرزا قادیانی ایک عیسائی پادری نے اسے ایک خط بھیجا جس کا جواب مرزا نے دیا، اس جوابی خط میں مرزا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں لکھتا ہے:

"مسیح کا چال چلن کیا تھا۔ ایک کھاؤ پیو، شرابی، نہ زاہد، نہ عابد، نہ حق کا پرستار، متکبر، خود بین، خدائی کا دعویٰ کرنے والا......"

(مکتوبات احمد، جلد 1، صفحہ 189)

پھر اسی خط میں آگے لکھا:

"کیا تمہیں خبر نہیں کہ مردی اور رجولیت انسان کی صفات محمودہ میں سے ہے۔ ہیجڑا ہونا کوئی اچھی صفت نہیں ہے۔ جیسے بہرہ اور گونگا ہونا کسی خوبی میں داخل نہیں۔ ہاں! یہ اعتراض بہت بڑا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام مردانہ صفات کی اعلیٰ ترین صفت سے بے نصیب محض ہونے کے باعث ازواج سے سچی اور کامل حُسن معاشرت کا کوئی عملی نمونہ نہ دے سکے۔"

(مکتوبات احمد، جلد 1، صفحہ 192)

آپ نے غور کیا! اشاروں میں حضرت مسیح علیہ السلام کو (نعوذ باللہ) ہیجڑا کہا گیا ہے اور مرزا قادیانی نے نہایت صراحت کے ساتھ لکھا تھا:

"میری زندگی کو ابن مریم سے اشد مشابہت ہے۔" (ازالہ اوہام، رخ 3، صفحہ 192)

(جاری ہے)

رعایتی قیمت مطبوعات عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف	رعایتی قیمت
1	قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ	پروفیسر محمد الیاس برنیؒ	350
2	رئیس قادیان	ابوالقاسم مولانا محمد رفیق دلاوریؒ	200
3	ائمہ تلبیس	ابوالقاسم مولانا محمد رفیق دلاوریؒ	200
4	تحفہ قادیانیت (چھ جلدیں)	حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ	1000
5	فتاویٰ ختم نبوت (تین جلدیں)	مولانا سعید احمد جلالپوری شہیدؒ	1000
6	محاسبہ قادیانیت۔ جلد نمبر 1	متعدد حضرات کے مجموعہ رسائل	200
7	محاسبہ قادیانیت۔ جلد نمبر 2	متعدد حضرات کے مجموعہ رسائل	200
8	محاسبہ قادیانیت۔ جلد نمبر 3	متعدد حضرات کے مجموعہ رسائل	200
9	محاسبہ قادیانیت۔ جلد نمبر 4	متعدد حضرات کے مجموعہ رسائل	200
10	محاسبہ قادیانیت۔ جلد نمبر 5	متعدد حضرات کے مجموعہ رسائل	200
11	محاسبہ قادیانیت۔ جلد نمبر 6	متعدد حضرات کے مجموعہ رسائل	200
12	محاسبہ قادیانیت۔ جلد نمبر 7	متعدد حضرات کے مجموعہ رسائل	200
13	محاسبہ قادیانیت۔ جلد نمبر 8	متعدد حضرات کے مجموعہ رسائل	200
14	قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پر بحث کی مصدقہ رپورٹ (5 جلدیں)	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	700
15	قادیانی شبہات کے جوابات (کامل)	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	300
16	چمنستان ختم نبوت کے گلہائے رنگارنگ (تین جلدیں)	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	500
17	گلستان ختم نبوت کے گلہائے رنگارنگ	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	150
18	آئینہ قادیانیت	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	100
19	ایک ہفتہ شیخ الہندؒ کے دیس میں	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	100
20	تذکرہ حکیم العصرؒ (مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ)	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	100
21	لولاک کا خواجہ خواجگان نمبر	عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان	300
22	قادیانیوں سے فیصلہ کن مناظرے	جناب محمد متین خالد صاحب	100
23	مشاہیر کے خطبات ختم نبوت	جناب صلاح الدین بی، اے ٹیکسلا	100
24	قادیانی تفاسیر کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ	ڈاکٹر محمد عمران	200
25	خطبات شاہین ختم نبوت	مولانا محمد بلال	150
26	اسلام اور قادیانیت ایک تقابلی مطالعہ	مولانا عبدالغنی پٹیالویؒ	150
27	مجموعہ رسائل (رد قادیانیت)	مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ	150

نوٹ:..... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت تبلیغی ادارہ ہے۔ تبلیغ کے نقطہ نظر سے تقریباً لاگت پر کتب مہیا کی جاتی ہیں۔

ملنے کا پتہ:..... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان ...... جامعہ عربیہ ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر ضلع چنیوٹ

ایک عظیم علمی، ادبی، سوانحی اور تاریخی شاہکار دستاویز

چمنستانِ ختمِ نبوّت کے گلہائے رنگا رنگ

ایسے ۹۴۴ نفوسِ قدسیہ کا تذکرہ و سوانح، حالات و حکایات جنہوں نے عقیدہ ختم نبوت کے لئے خدمات سرانجام دیں۔

ترتیب: شاہینِ ختمِ نبوّت

مولانا اللہ وسایا مدظلہ

تین جلدوں کا مکمل سیٹ قیمت صرف 500 روپے

عالمی مجلسِ تحفظِ ختمِ نبوّت

حضوری باغ روڈ، ملتان پاکستان 061-4783486